نماز کے اسرار و رموز

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ العالی

دارالکتاب دیوبند

باب ۱۲

نماز کا قائم کرنا

قرآن مجید میں جہاں بھی نماز پڑھنے کا حکم وارد ہوا ہے وہاں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ واقیموا الصلوٰۃ (اور نماز قائم کرو) مفسرین نے نماز قائم کرنے سے مراد یہ لیا ہے کہ نماز اہتمام سے ادا کرو۔ یعنی اچھی طرح وضو کرو پھر جماعت کی پابندی کے ساتھ تسلی سے نماز پڑھو اور مسنون وقت کا لحاظ رکھو۔ اسی پر نبی علیہ السلام نے مداومت فرمائی۔ پھر صحابہ کرامؓ نے اسی نہج پر زندگی گزاری۔ حتیٰ کہ علمائے اہلسنت والجماعت اور ان کے متبعین نے دور تابعین سے لیکر آج تک اسی طرز پر نماز پڑھنے کی سعادت پائی۔ ہر دور اور ہر زمانے میں کچھ لوگوں کو شیطان نے بہکایا نفس کا غلام بنایا اور انہیں کتاب اللہ میں منشائے خداوندی تلاش کرنے کی بجائے اپنی منشا پوری کرنے کے بہانے تلاش کرنے پر لگا یا۔

حضرت جنید بغدادیؒ کے ایک مرید نے عرض کیا۔ حضرت کچھ لوگوں کا ایک گروہ اس بات کا قائل ہے کہ ہم نے معیت الٰہی حاصل کر لی ہے۔ ہم ہر وقت

حضوری کی حالت میں رہتے ہیں۔ لہذا ہمارے لئے ظاہری نمازیں پڑھنا ضروری نہیں چونکہ ہم پہنچ چکے ہیں۔ حضرت نے فرمایا ہاں وہ پہنچ چکے ہیں ولیکن الی سقر (مگر جہنم میں پہنچ چکے ہیں)

دو حاضر میں کچھ جاہل صوفیاء اسی بات کا پرچار کرتے نظر آتے ہیں۔ کہ نماز کا اصل مقصد تو یاد الٰہی ہے۔ ہمیں چونکہ توجہ الی اللہ کی کیفیت حاصل ہے لہذا لوگ پانچ وقت نماز پڑھتے ہیں ہم تو ہر وقت نماز پڑھتے ہیں۔ بقول شخصے

"تہاڈی پنج ویلے ساڈی ہر ویلے"

(تمہاری پانچ وقت نماز اور ہماری ہر وقت نماز)

بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ "تم شریعت کی نماز پڑھتے ہو ہم حقیقت کی نماز پڑھتے ہیں" دلیل اس بات سے پکڑتے ہیں کہ قرآن مجید میں نماز ادا کرنے کا حکم نہیں فرمایا گیا بلکہ نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ہم نے توجہ الی اللہ کے ذریعے نماز قائم کر لی ہے۔ عوام الناس اپنے فسق و فجور کی وجہ سے پہلے ہی فرار کی راہیں تلاش کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کو ایسی بات بڑی اچھی لگتی ہے لہذا ان کی بے عملی اور بد عملی میں اضافے کا سبب بن جاتی ہے۔ ایسے لوگ فقط خود ہی گمراہ نہیں ہوتے بلکہ اوروں کی گمراہی کا بھی ذریعہ بن جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے مشائخ کو ہماری طرف سے بہترین اجر اور بدلہ عطا فرمائے کہ انہوں نے ہمیں اپنے پیچھے چلانے کی بجائے شریعت مطہرہ کی روشن راہ پر چلایا۔ خود بھی ہر معاملے میں سنت نبوی ﷺ کی پابندی فرمائی اور اپنے مریدین و متوسلین کو بھی یہی راہ نجات دکھائی۔ سوچنے کی بات ہے کہ اگر نماز کے قیام سے مراد قلب

کی حضوری ل جائے تو نبی اکرم ﷺ تو ہر وقت اسی کیفیت کے حامل تھے لہٰذا انہیں پانچ وقت پابندی سے نماز ادا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ آپ ﷺ تو بیماری کی حالت میں دو صحابہ کرامؓ کے سہارے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے چل کر مسجد تشریف لائے اور جماعت کے ساتھ نماز ادا فرمائی۔ ایک حدیث پاک میں نبی علیہ السلام کا یہ فرمان منقول ہے کہ میرا جی چاہتا ہے کہ کسی کو کہوں کہ اذان دے۔ پھر جو لوگ اپنے گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔ ایک حدیث پاک میں وارد ہے کہ جو لوگ گرمیوں کی دوپہر میں اور سردیوں کی ٹھنڈی رات میں چل کر مسجد نماز ادا کرنے کے لئے جاتے ہیں انہیں قیامت کے دن کے نور کی خوشخبری دے دو۔

پس ثابت ہوا کہ پانچ وقت باجماعت نماز کا اہتمام کرنا ہی نماز کا قائم کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نفس وشیطان کے مکروفریب سے محفوظ فرمائے اور اپنے اکابرین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اولیاء کے سردار حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے فرزند ارجمند عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اپنے مکاتیب میں نماز کے اہتمام پر خوب اچھی طرح روشنی ڈالی ہے۔ صوفیائے خام کو اگر قرآن وحدیث کی بات سمجھ نہیں آتی تو اولیائے کاملین ہی کی بات سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ درج ذیل میں ان مکاتیب سے کچھ اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔

انتخاب از مکتوبات مجددیہ

نماز کی فضیلت

⊙...... پنجگانہ ارکان میں سے ''نماز'' رکنِ دوم ہے جو تمام عبادات کی جامع ہے اور ایک ایسا جزو ہے کہ جس نے اپنی جامعیت کی وجہ سے کل کا حکم پیدا کر لیا ہے اور تمام مقرب اعمال پر سبقت لے گئی ہے اور وہ دولتِ رویت (باری تعالیٰ) جو سرور عالمیان علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات کو شب معراج بہشت میں میسر ہوئی تھی، دنیا میں نزول فرمانے کے بعد اس جہان کے مناسب آپ ﷺ کو وہ دولت نماز میں میسر ہوئی تھی۔ اسی لئے آنحضرت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ الصلوۃ معراج المؤمن (نماز مومن کی معراج ہے) اور یہ بھی آپ نے فرمایا ہے اقرب مایکون العبد من الرب فی الصلوۃ (بندے کو اپنے رب کے ساتھ سب سے زیادہ قرب نماز میں ہوتا ہے) اور آپ علیہ وعلیہم الصلوات والتحیات کے کامل تابعداروں کو بھی اس جہان میں اس دولت کا بہت سا حصہ نماز میں حاصل ہے، اگرچہ حقیقی رویت میسر نہیں ہے کیونکہ یہ جہان میں اس کی تاب و طاقت نہیں رکھتا۔ اگر (حق تعالیٰ) نماز کا حکم نہ فرماتا تو مقصود کے چہرے سے نقاب کون اٹھاتا اور طالب کو مطلوب کی طرف کون رہنمائی کرتا۔

نماز ہی ہے جو غمگساروں کے لئے لذت بخش ہے اور نماز ہی ہے جو بیماروں کو راحت دہ ہے۔ ارحنی یا بلال (اے بلالؓ مجھے راحت دے) اس حقیقت کا رمز ہے۔ اور قرۃ عینی فی الصلوۃ (میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے) میں اسی

آرزو کی طرف اشارہ ہے۔ وہ ذوق و مواجید، علوم و معارف، احوال و مقامات، انوار و الوان، تلوینات و تمکینات (بے قراری و اطمینان) تجلیاتِ متکیفہ و غیر متکیفہ (کیفیت والی اور بے کیفیت والی تجلیات) اور ظہورات متلونہ و غیر متلونہ (رنگا رنگ و بے رنگ ظہورات) ان میں سے جو کچھ نماز کے علاوہ (اوقات میں) میسر ہوں اور نماز کی حقیقت سے آگاہی کے بغیر ظاہر ہوں ان سب کا منشا ظلال و امثال ہے بلکہ وہم و خیال سے پیدا ہوئے ہیں۔ وہ نمازی جو نماز کی حقیقت سے آگاہ ہے نماز کی ادائیگی کے وقت گویا عالمِ دنیا سے باہر نکل جاتا ہے اور عالمِ آخرت میں پہنچ جاتا ہے لہٰذا وہ اس وقت اس دولت سے جو آخرت کے ساتھ مخصوص ہے حصہ حاصل کر لیتا ہے۔ اور اصل سے ظلیت کی آمیزش کے بغیر فائدہ اٹھاتا ہے۔ کیونکہ عالمِ دنیا (کا معاملہ) کمالاتِ ظلی تک محدود ہے اور وہ معاملہ جو ظلال سے باہر ہے آخرت کے ساتھ مخصوص ہے۔ پس معراج سے چارہ نہ ہوگا اور وہ مومنوں کے حق میں نماز ہے، اور دولت اس امت کے ساتھ مخصوص ہے جو اپنے پیغمبر علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات کی متابعت کے سبب جو کہ شب معراج میں دنیا سے آخرت میں تشریف لے گئے اور بہشت میں پہنچ کر (حق تعالیٰ کی) رویت کی دولت سے مشرف ہوئے (لہٰذا یہ امت بھی) اس کمال کے ساتھ مشرف اور اس سعادت سے فیضیاب ہوئی۔ اللهم اجزه عنا ما هو اهله و اجزه عنا افضل ما جزيت نبيا عن امته و اجز الانبياء كلهم جزاءً خيرًا فانهم دعاة الخلق الى الله سبحانه وهداتهم الى لقاء الله تعالىٰ۔ (یا اللہ! تو ہماری طرف سے ان (آنحضرت ﷺ) کو ایسی جزا عطا فرما جو انکی شایان شان ہے اور ان کو ہماری طرف سے اس سے بھی افضل جزا عطا فرما جو تو نے امت کی طرف سے کسی نبی کو عطا فرمائی ہو اور

ہماری طرف سے تمام انبیاء علیہم السلام کو جزا عطا فرما کیونکہ وہ سب کے سب مخلوق کو حق تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے اور اس (حق تعالیٰ) کی طرف ہدایت دینے والے ہیں)

اس گروہ میں سے بعض لوگ جن کو نماز کی حقیقت سے آگاہی حاصل نہیں ہوئی اور اسکے مخصوص کمالات پر اطلاع نہیں بخشی گئی انہوں نے اپنے امراض کا علاج دوسرے امور میں تلاش کیا اور اپنی مرادوں کا حاصل دوسری چیزوں پر وابستہ جانا، بلکہ ان میں سے ایک گروہ نے نماز کو بے فائدہ اور دور از کار سمجھ کر اس (وصول الی اللہ) کی بنیاد (نماز کے علاوہ) اور چیزوں (عبادات) پر رکھی اور روزہ کو نماز سے افضل جانا۔ (مثلاً) صاحب فتوحات مکیہ کہتے ہیں کہ ''روزہ میں جو کھانے پینے کا ترک ہے وہ صفتِ صمدیت سے متحقق ہوتا ہے اور نماز میں غیر و غیریت کی طرف آتا اور عابد و معبود کا جانا ہے''۔ اس قسم کی باتیں اہل سکر کے احوال میں سے ہیں جو مسئلہ ''توحیدِ وجودی'' پر مبنی ہیں اور ایسی باتیں ''حقیقتِ نماز'' سے عدم آگاہی'' (بے خبری) کی وجہ سے ہیں، بلکہ اس طائفہ (صوفیہ) کی ایک کثیر جماعت نے اپنے اضطراب و بے قراری کی تسکین کو سماع و نغمہ اور وجد و تواجد میں تلاش کیا اور اپنے مطلوب کو نغمہ کے پردوں میں مطالعہ کیا اور رقص و رقاصی کو اپنا مسلک بنالیا ہے، حالانکہ انہوں نے سنا ہوگا ما جعل اللہ فی الحرام شفاء'' (اللہ تعالیٰ نے حرام چیز میں شفا نہیں رکھی) ہاں الغریق یتعلق بکل حشیش و حب الشیء یعمی و یصم (ڈوبنے والا شخص ہر ایک تنکے کا سہارا ڈھونڈتا ہے اور کسی چیز کی محبت اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے) اگر نماز کے کمالات کی کچھ بھی حقیقت ان پر منکشف ہو جاتی تو وہ ہرگز سماع و نغمہ کا دم نہ بھرتے اور وجد و تواجد کو یاد نہ کرتے۔

چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

(جب حقیقت نہ ملی ڈھونڈ لی افسانے کی راہ)

اے بھائی! جس قدر فرق نماز و نغمہ میں ہے اسی قدر فرق نماز کے مخصوصہ کمالات اور نغمہ سے پیدا ہونے والے کمالات میں ہے۔ عاقل کو ایک اشارہ ہی کافی ہے۔ (مکتوبات مجددیہ دفتر اول حصہ دوم: مکتوب ۲۶۱، ص ۲۳۸)

⊙ ...... جاننا چاہئے کہ وہ لذت جو عین نماز کی حالت میں حاصل ہوتی ہے اس میں نفس کا کچھ بھی فائدہ نہیں ہے بلکہ وہ عین اس لذت کے وقت نالہ و فغاں میں ہوتا ہے، سبحان اللہ کیا بلند مرتبہ ہے۔

هنيئًا لا رباب النعيم نعيمها (مبارک نعمتیں جنت کی ہوں ارباب نعمت کو)

ہم جیسے بوالہوس (حریص آدمیوں) کو اس قسم کی باتوں کا کہنا اور سننا بھی بسا غنیمت ہے۔

بارے بہ ہیچ خاطر خود شاد میکنم

(اسی خیال سے میں اپنے دل کو خوش کر لوں)

اور نیز جان لیں کہ دنیا میں نماز کا مرتبہ (آخرت میں) رویت باری تعالیٰ کے مرتبہ کی مانند ہے، دنیا میں نہایت قرب نماز کے اندر ہے اور آخرت میں نہایت قرب اللہ تعالیٰ کے دیدار کے وقت ہوگا۔ اور یہ بھی جان لیں کہ باقی تمام عبادات نماز کے لئے وسیلہ ہیں اور اصل مقصد نماز ہی ہے۔

(مکتوبات مجددیہ دفتر اول حصہ اول: مکتوب نمبر ۱۲۷، ص ۳۲۶)

⊙ ...... اور وہ وقت خاص جو حضرت پیغمبر علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام کو حاصل تھا جس کی تعبیر لی مع اللہ وقت (اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا ایک وقت ہے) سے کی

ہے فقیر کے نزدیک نماز ہی میں ہے۔ نماز ہی گناہوں کا کفارہ ہے اور نماز ہی فواحش ومنکرات سے روکتی ہے اور نماز ہی ہے جس میں پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام اپنے لئے راحت تلاش کرتے تھے۔ اسی لئے آپ ﷺ فرماتے تھے ارحنی یا بلال (اے بلال مجھے آرام دو)۔ اور نماز ہی کو دین کا ستون فرمایا ہے اور نماز ہی اسلام اور کفر میں فرق ظاہر کرتی ہے۔ (مکتوبات مجددیہ دفتر اول حصہ دوم: مکتوب نمبر ۲۶۰ ص ۲۴۷)

فرض نماز کی اہمیت:

◉...... وہ اعمال جن سے حق سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں قرب نصیب ہوتا ہے فرائض ہیں یا نوافل، فرضوں کے مقابلہ میں نفلوں کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ فرضوں میں سے کسی ایک فرض کا اس کے اپنے وقت میں ادا کرنا ہزار سال کے نوافل ادا کرنے سے بہتر ہے۔ اگرچہ وہ نوافل خلوص نیت کے ساتھ ادا کئے جائیں، خواہ وہ نماز، زکوۃ روزہ اور ذکر وفکر وغیرہ میں سے کوئی بھی نفل ہو بلکہ ہم کہتے ہیں کہ فرائض کے ادا کرنے کے وقت سنتوں میں سے کسی سنت کی اور مستحبات میں سے کسی مستحب کی رعایت کرنے کا بھی یہی حکم ہے (کہ وہ نوافل کے ادا کرنے سے بہتر ہے)۔

منقول ہے کہ "ایک روز امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز جماعت سے فارغ ہونے کے بعد مقتدیوں کی طرف دیکھا تو اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص (سلیمانؓ ابن ابی حشمہ) کو اس وقت موجود نہ پایا، (دریافت) فرمایا کہ فلاں شخص جماعت میں حاضر نہیں ہوا؟ حاضرین نے عرض کیا کہ وہ رات کا اکثر حصہ جاگتا رہتا ہے گمان ہے کہ وہ اس وقت سو گیا ہوگا۔ آپ نے فرمایا" اگر وہ تمام رات سوتا رہتا اور فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتا تو زیادہ اچھا ہوتا"۔

(مکتوبات مجددیہ دفتر اول حصہ اول: مکتوب نمبر ۲۹ ص ۱۱۱)

۞ ...... عبادت میں لذت یابی اور اس کی ادائیگی میں کلفت و گرانی کا نہ ہونا حق سبحانہ وتعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ہے۔ خصوصاً نماز کے ادا کرنے میں جو کہ غیر منتہی کو (جس نے سلوک کی تکمیل نہ کی ہے) میسر نہیں ہے خاص طور پر فرض نماز کے ادا کرنے میں، کیونکہ ابتدا (مبتدی کو) نفلی نمازوں کے ادا کرنے میں لذت بخشتے ہیں (بعد ازاں) نہایت النہایت میں پہنچ کر لذت کی یہ کیفیت فرضوں کی ادائیگی سے متعلق ہو جاتی ہے۔ اور بندہ اپنے نوافل کے ادا کرنے میں اپنے آپ کو بے کار جانتا ہے اس کے نزدیک فرضوں کو ادا کرنا بڑا اہم کام ہو جاتا ہے اور بس

ایں کار دولت است کنوں تا کرا رسد

(یہ بڑی دولت ہے دیکھیے اب کسے نصیب ہوتی ہے)

(مکتوب نمبر ۱۳۷، ص ۳۲۶ دفتر اول)

۞ ...... وہ قرب جو ادائے فرض کا ثمرہ ہے عالم خلق کا نصیب ہے اور وہ قرب جو ادائے نوافل کا ثمرہ ہے وہ عالم امر کا نصیب ہے۔ اور اس میں شک نہیں ہے کہ نفل کی فرض کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں۔ کاش! اس کو دریائے محیط کے مقابلے میں قطرہ ہی کی نسبت ہوتی، بلکہ سنت کے مقابلے میں نفل کی یہی نسبت ہے، اگرچہ سنت اور فرض کے درمیان بھی قطرہ اور دریا کی نسبت ہے۔ لہٰذا دونوں قربوں (قرب بالنوافل اور قرب بالفرائض) کے درمیانی فرق کو اسی پر قیاس کر لینا چاہئے اور عالم خلق کا شرف عالم امر پر اسی فرق سے سمجھ لینا چاہئے۔

اکثر لوگ جو اس معنی سے بے نصیب ہیں اپنے فرائض کو خراب کر کے نوافل کی ترویج میں کوشش کرتے ہیں۔ صوفیائے خام ذکر اور فکر کو اہم ترین ضروریات جان کر فرائض اور سنتوں کی بجا آوری میں سستی کرتے ہیں اور چلوں اور ریاضتوں کو

اختیار کر کے جمعہ اور جماعت کو ترک کر دیتے ہیں، وہ یہ نہیں جانتے کہ ایک فرض کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا ان کے ہزاروں چلّوں سے بہتر ہے۔ ہاں آدابِ شرعیہ کی رعایت کے ساتھ ذکر و فکر میں مشغول ہونا بہت بڑا اور اہم ترین کام ہے۔

اور علماء بے سرانجام بھی نوافل کو رواج دینے میں کوشش کرتے ہیں اور فرائض کو خراب و ابتر کرتے ہیں۔ مثلاً نماز عاشورا کو جو حضرت پیغمبر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات سے صحت کے ساتھ نہیں پہنچی جماعت اور تمام جمعیت کے ساتھ اہتمام سے ادا کرتے ہیں، حالانکہ جانتے ہیں کہ فقہ کی روایات نمازِ نفل باجماعت کی کراہت پر ناطق ہیں اور فرض کی ادائیگی میں سستی برتتے ہیں۔ بہت کم (لوگ) ایسے ہیں کہ فرض نماز کو مستحب وقت میں ادا کریں بلکہ اصل وقت سے بھی تجاوز کر جاتے ہیں اور نماز باجماعت کا بھی زیادہ اہتمام نہیں کرتے۔ ایک یا دو آدمیوں کی جماعت پر قناعت کر لیتے ہیں۔ بلکہ بسا اوقات تنہا پڑھ لینے پر ہی کفایت کرتے ہیں۔ جب اسلام کے پیشواؤں کا یہ حال ہو تو عوام کے بارے میں کیا کہا جائے۔ اس عمل کی نحوست کی وجہ سے اسلام میں ضعف پیدا ہو گیا اور اس فعل کی ظلمت کی وجہ سے ہوا و ہوس اور بدعت عام ہو گئی۔

اند کے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

[غمِ دل مختصر ہی کہتا ہوں، دکھ نہ پہنچائے میری بات طویل]

اور اسی طرح نوافل کی ادائیگی منجملہ ظلال کے ایک ظل سے قریب کر دیتی ہے اور اصل قرب فرائض کی ادائیگی میں ہے کہ جس میں ظلیت کی آمیزش نہیں ہے۔ مگر وہ نوافل جو فرائض کی تکمیل کے لئے ادا کئے جائیں وہ بھی قرب اصلی کے لئے ممد

ومعاون اور فرج کے ملحقات سے ہیں۔ لہذا لازمی طور پر فرائض کی ادائیگی کا تعلق عالم خلق کے مناسب ہے جو اصل کے ساتھ متوجہ ہے۔ اور نوافل کی ادائیگی عالم امر کے مناسب ہے جس کا چہرہ ظل کی طرف ہے۔ تمام فرائض اگرچہ اصل کی طرف قرب بخشتے ہیں لیکن ان میں سب سے افضل واکمل صلوۃ ہے۔ الصلوۃ معراج المؤمن (نماز مومن کی معراج ہے) اور اقرب ما یکون العبد من الرب فی الصلوۃ (بندے کو سب سے زیادہ قرب اپنے پروردگار سے نماز میں ہوتا ہے)۔

(مکتوب ۲۶۰،ص ۲۲۷ دفتر اول حصہ دوم)

◉ ...... جاننا چاہئے کہ اس زمانے میں اکثر خواص وعوام نوافل کے ادا کرنے میں تو بہت زیادہ اہتمام کرتے ہیں اور فرض نماز میں سستی کرتے ہیں اور ان (فرائض) میں سنن ومستحبات کی رعایت بھی بہت کم کرتے ہیں۔ نوافل کو عزیز جانتے ہیں اور فرائض کو ذلیل وخوار، بہت کم لوگ ایسے ہیں جو فرائض کو مستحب وقتوں میں ادا کرتے ہوں، جماعت مسنونہ کی تکثیر (کثرت) میں بلکہ نفسِ جماعت کی بھی کوئی پابندی نہیں کرتے اور نفسِ فرائض کو غفلت وسستی کے ساتھ ادا کرنے کو غنیمت جانتے ہیں لیکن عاشورا (دسویں محرم) کے دن اور شب برأت اور ماہ رجب کی ستائیسویں شب اور ماہ مذکورہ (رجب) کے اول جمعہ کی شب کو جس کا نام انہوں نے لیلۃ الرغائب (ماہ رجب کی پہلی شب جمعہ) رکھا ہے نہایت اہتمام کر کے نوافل کو بہت بڑی جمعیت کے ساتھ باجماعت ادا کرتے ہیں اور اس کو نیک ومستحسن خیال کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ یہ (نوافل کو اہتمام کے ساتھ باجماعت ادا کرنا) شیطان کا مکروفریب ہے جو کہ سیئات کو حسنات کی صورت میں ظاہر کرتا ہے۔

(مکتوبات مجددیہ دفتر اول حصہ دوم: مکتوب ۲۸۸ص ۳۹۳)

نمازِ تہجد کی تاکید

⊙ ...... دوسری نصیحت جو دوستوں کے لئے کی جاتی ہے وہ نمازِ تہجد کو اپنے اوپر لازم کرنا ہے جو طریقے کی ضروریات میں سے ہے۔ (یہ بات) بالمشافہ بھی آپ سے کہی گئی تھی۔ اگر یہ چیز دشوار ہو اور بیدار ہونا خلافِ عادت میسر نہ ہو تو اپنے متعلقین کی ایک جماعت کو اس کام کے لئے مقرر کر دیں تا کہ وہ وقت پر آپ کو طوعاً و کرہاً بیدار کر دیں اور آپ کو خوابِ غفلت میں نہ پڑا رہنے دیں۔ جب چند روز ایسا کریں گے تو امید ہے کہ اس دولت پر بے تکلف مداومت میسر ہو جائے گی۔

(مکتوباتِ مجددیہ دفتر دوم مکتوب ۶۹ ص ۲۵۸)

⊙ ...... نمازِ تہجد بھی اس راہ کی ضروریات میں سے ہے۔ کوشش کریں کہ بغیر عذر ترک نہ ہو، اگر شروع میں (نمازِ تہجد) دشوار ہو اور اس وقت میں جاگنا میسر نہ ہو تو کسی خدمت گار کو اس کام کے لئے مقرر کر دیں کہ وہ اس وقت میں بیدار کر دے خواہ آپ چاہیں یا نہ چاہیں آپ کو نیند میں نہ رہنے دے، چند روز کے بعد بیداری کی عادت ہو جائے گی اور اس تکلف و تحمل کی ضرورت نہ رہے گی۔

جو شخص چاہتا ہے کہ آخر شب میں جلد بیدار ہو جائے اس کو چاہئے کہ اول شب میں عشاء کی نماز کے بعد جلد سو جائے اور بیکار مشاغل میں جاگتا نہ رہے اور سوتے وقت استغفار و توبہ، التجا و تضرع کرے اور اپنے عیوب و نقائص میں غور کرے اور عذابِ اُخروی کے خوف اور دائمی رنج و الم سے ڈرے اور اس وقت کو غنیمت جانے، اور حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ سے عفو و مغفرت کی درخواست کرے۔

(مکتوباتِ مجددیہ دفتر سوم: مکتوب ۷ ص ۶۲)

چاشت کی ترغیب

◎ ......اور اگر نماز چاشت بھی ادا کی جائے تو یہ بہت بڑی دولت ہے۔ کوشش کریں کہ کم از کم دو رکعت چاشت کی دائمی طور پر ادا کریں۔ نمازِ چاشت کی زیادہ سے زیادہ رکعتیں نماز تہجد کی طرح بارہ رکعات ہیں۔ وقت اور حال کے مطابق جس قدر ادا ہو جائیں غنیمت ہے۔ اور کوشش کریں کہ ہر نمازِ فرض کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی جائے کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو شخص ہر نمازِ فرض کے بعد آیۃ الکرسی پڑھتا ہے اس کو بہشت میں داخل ہونے سے سوائے موت کے کوئی چیز روک نہیں سکتی۔ (مکتوبات مجددیہ دفتر سوم: مکتوب ۱۷ص ۶۲)

نماز کے آداب و سنن کی ترغیب

◎ ......محبت کے طریقے والے! چونکہ یہ دنیا دارِ عمل ہے اور دارِ جزا آخرت ہے اس لئے اعمالِ صالحہ کی بجا آوری میں کوشش کرنی چاہئے (اعمال میں) بہترین عمل اور (عبادات میں) بہترین عبادت اقامتِ صلوٰۃ (نماز کو قائم کرنا) ہے۔ جو دین کا ستون اور مومن کی معراج ہے۔ اس لئے اس کے ادا کرنے میں بہت اہتمام کرنا چاہئے اور کامل احتیاط برتنی چاہئے تا کہ نماز کے ارکان و شرائط اور سنن و آداب کما حقہ ادا ہو جائیں۔ طمانیت اور تعدیل ارکان کے بارے میں بار بار تاکید کی جاتی ہے ان کی اچھی طرح محافظت کریں۔ اکثر لوگ نماز کو ضائع کر دیتے ہیں اور طمانیت و تعدیل ارکان کو درہم برہم کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے حق میں بہت سی وعیدیں اور تہدیدیں وارد ہوئی ہیں۔ جب نماز درست ہو جائے تو نجات میسر ہو جانے کی بڑی امید ہے۔ کیونکہ نماز کے قائم ہونے سے دین قائم ہو جاتا ہے اور

عروج کا مرتبہ اپنی معراج کو پہنچ جاتا ہے۔

بر شکر غلطید اے صفرائیاں
از برائے کوری سودائیاں
(شکر کھائیں صفرائی اندھے بنیں سودائی)

(مکتوبات مجددیہ دفتر دوم مکتوب ۲۰ص ۷۰)

۞ ...... ان پنجگانہ ارکان کی ادائیگی میں دل و جان سے کوشش کرنی چاہئے، خاص طور پر نماز کے قائم کرنے میں جو دین کا ستون ہے جہاں تک ہو سکے اس کے آداب میں سے کسی ادب کے ترک کرنے پر راضی نہ ہونا چاہئے۔ (اور فرض، سنت، مستحب میں سے کسی کو بھی ترک نہیں کرنا چاہئے)۔ اگر نماز کو کامل طور پر ادا کر لیا تو گویا اسلام کی اصلِ عظیم حاصل ہوگئی اور نجات کے لئے حبل متین یعنی مضبوط رسی مل گئی۔ واللہ سبحانہ الموفق (اور اللہ تعالیٰ ہی اس کی توفیق دینے والا ہے)

جاننا چاہئے کہ نماز میں تکبیر اولیٰ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حق تعالیٰ و تقدس عابدوں کی عبادت اور نمازیوں کی نماز سے مستغنی و برتر ہے اور وہ تکبیر جو ہر رکنِ نماز کے بعد ہیں وہ اس امر کے رموز و اشارات ہیں۔ یہ رکن جو ادا ہوا ہے وہ اس قابل نہیں ہے کہ اس کو حق تعالیٰ کی بارگاہِ قدس کی عبادت کے لائق کہا جا سکے۔ رکوع کی تسبیح **سبحان ربی العظیم** (پاک ہے میرا پروردگار جو بڑی عظمت والا ہے)۔ اس میں چونکہ تکبیر کے معنی ملحوظ ہیں اس لئے رکوع کے آخر میں تکبیر کے کہنے کا حکم نہیں فرمایا گیا (بلکہ **سمع اللہ لمن حمدہ**) اللہ تعالیٰ نے اس بندے کی (بات) سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔ برخلاف دونوں سجدوں کے کہ ان میں بھی اگرچہ تسبیحات ہیں پھر بھی اول و آخر تکبیر (اللہ اکبر) کہنے کا حکم فرمایا ہے کہ

کسی کو یہ وہم نہ ہو کہ سجود میں چونکہ نہایت عاجزی و پستی اور نہایت ذلت وانکساری ہے اس لئے حق عبادت ادا ہو جاتا ہے، لہٰذا اس وہم کو دور کرنے کے لئے سجود کی تسبیح (سبحان ربی الاعلیٰ) پاک ہے میرا پروردگار جو اعلیٰ شان والا ہے۔ میں لفظ اعلیٰ اختیار کیا ہے اور تکبیر کی تکرار بھی مسنون ہوئی۔

اور چونکہ نماز مومن کی معراج ہے اس لئے نماز کے آخر میں ان کلمات کے پڑھنے کا حکم صادر فرمایا جن کے ساتھ آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام شب معراج میں مشرف ہوئے تھے۔ لہٰذا نمازی کو چاہئے کہ اپنی نماز کو اپنے لئے آلہ معراج بنائے اور نماز ہی میں انتہائی قرب خداوندی ڈھونڈے۔ آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے اقرب ما یکون العبد من الرب فی الصلوۃ (بندہ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ سب سے زیادہ قرب نماز میں حاصل ہوتا ہے)۔ اور چونکہ نمازی اللہ تعالیٰ عز شانہ سے مناجات کرنے والا اور نماز کے ادا کرتے وقت حق تعالیٰ کی عظمت وجلال کا مشاہدہ کرنے والا ہوتا ہے۔ اور حق تعالیٰ کا رعب و ہیبت اس پر چھا جاتا ہے اس لئے اس کی تسلی کے واسطے نماز کو دو سلاموں پر ختم کرنے کا امر فرمایا۔ اور یہ حدیث نبوی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام میں ہر فرض نماز کے بعد سو مرتبہ تسبیح وتحمید، تکبیر اور تہلیل کا حکم ہے فقیر کے علم میں اس کا راز یہ ہے کہ نماز کی ادائیگی میں جو قصور و کوتاہی واقع ہوئی ہو اس کی تلافی تسبیح وتکبیر کے ساتھ کی جائے تاکہ اپنی عبادت کے ناتمام و ناقابل ہونے کا اقرار ہو سکے اور چونکہ حق تعالیٰ کی توفیق سے عبادت کا ادا کرنا میسر ہوا ہے تو اس نعمت کا الحمد للہ کہہ کر شکر بجالانا چاہئے اور حق تعالیٰ کے سوا اور کسی کو عبادت کا مستحق نہ بنانا چاہئے۔ امید ہے کہ جب نماز اس طرح ان شرائط و آداب کے ساتھ ادا کی جائے گی اور اس کے بعد تہ دل سے

ان کلمات طیبہ کے ساتھ تقصیر و کوتاہی کی تلافی کر لی جائے اور توفیق عبادت کی نعمت کا شکر ادا کیا جائے اور حق تعالیٰ کے سوا کسی غیر کے مستحق عبادت ہونے کی نفی کر لی جائے تو امید ہے کہ وہ نماز حق تعالیٰ جل شانہ کی بارگاہ میں قبولیت کے لائق ہو جائے گی اور ایسی نماز ادا کرنے والا فلاح پانے والا ہو جائے گا اللھم اجعلنی من المصلین المفلحین بحرمة سید المرسلین علیه و علیهم و علیٰ اله الصلوات والتسلیمات (اے اللہ! ہم کو سید المرسلین علیہ و علیہم وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات ہم کو فلاح پانے والے نمازیوں میں سے بنا دے)۔

(مکتوب ۳۰۴ ص ۴۷۵،۴۷۶،۴۷۷ دفتر اول حصہ دوم)

⊙ ...... کمال طہارت اور کامل وضو کے بعد نماز کا قصد کرنا چاہئے جو مومن کی معراج ہے اور کوشش کرنی چاہئے کہ فرض نماز با جماعت ادا ہو بلکہ امام کے ساتھ تکبیر اولیٰ بھی ترک نہیں ہونی چاہئے اور نماز کو مستحب وقت میں ادا کرنا چاہئے ، قرأت میں قدر مسنون کو مدنظر رکھنا چاہئے ۔ رکوع و سجود میں بھی طمانیت ضروری ہے کیونکہ فرض ہے یا بقول مختار واجب ، قومہ میں اس طرح سیدھا کھڑا ہونا چاہئے کہ تمام بدن کی ہڈیاں اپنی جگہ پر آ جائیں اور سیدھا کھڑے ہونے کے بعد طمانیت درکار ہے کیونکہ طمانیت فرض ہے یا واجب یا سنت علی اختلاف الاقوال ، ایسے ہی جلسہ میں جو دو سجدوں کے درمیان ہے اچھی طرح بیٹھنے کے بعد اطمینان ضروری ہے جیسا کہ قومہ میں ۔ اور رکوع و سجود کی کم سے کم تسبیحیں تین بار ہیں اور زیادہ سے زیادہ سات بار یا گیارہ بار ہیں علی اختلاف الاقوال ، اور امام کی تسبیح مقتدیوں کے حال کے اندازہ کے مطابق ہونی چاہئے ۔ شرم کی بات ہے کہ انسان تنہا نماز پڑھنے کی حالت میں طاقت ہوتے ہوئے اقل تسبیحات پر کفایت کرے ، اگر زیادہ نہ ہو سکے تو پانچ یا

سات بار تو کہے۔اور سجدہ کرتے وقت اول وہ اعضا زمین پر رکھے جو زمین کے نزدیک ہیں، پس اول دونوں زانو زمین پر رکھے پھر دونوں ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی ،زانو اور ہاتھ زمین پر رکھتے وقت دائیں طرف سے ابتدا کی جائے۔اور سر اٹھاتے وقت اول ان اعضا کو اٹھانا چاہئے جو آسمان سے نزدیک ہیں، پس پہلے پیشانی اٹھانی چاہئے اور قیام کے وقت اپنی نظر کو سجدہ کی جگہ پر، اور رکوع کے وقت اپنے پاؤں پر، سجدے میں ناک کی نوک پر، اور جلوس کے وقت اپنے دونوں ہاتھوں پر یا اپنی گود کی طرف نظر رکھنی چاہئے۔جب نظر پراگندہ ہونے سے روک لی جائے اور مذکورہ بالا جگہوں پر جمالی جائے تو سمجھ لینا چاہئے کہ نماز جمعیت اور حضور دل کے ساتھ میسر ہو گئی اور خشوع کے ساتھ ادا ہو گئی جیسا کہ نبی کریم علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے۔اور ایسے ہی رکوع کے وقت دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو کھلا رکھنا اور سجود کے وقت انگلیوں کا ملانا سنت ہے اس کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے۔انگلیوں کا کھلا رکھنا یا ملانا بے تقریب و بے فائدہ نہیں ہے، صاحب شرع نے اس میں کئی قسم کے فائدے ملاحظہ کر کے اس پر عمل فرمایا ہے۔ نیز صاحب شریعت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت کے برابر کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہ سب احکام مفصل اور واضح طور پر کتب فقہ میں درج ہیں، یہاں بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ علم فقہ کے مطابق عمل بجا لانے میں ترغیب ہو۔(مکتوب دفتر اول حصہ دوم ۲۶۶ ص ۲۹۰،۲۹۱)

⊙ ......اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کے بعد عبادتوں میں بہترین عبادت ''نماز'' ہے۔ اور اس میں ایمان کی طرح حسن لذاتہ ہے بخلاف تمام عبادات کے کہ ان میں ذاتی حسن نہیں ہے۔ طہارت کاملہ کے بعد جیسا کہ شرع مبین کی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے بغیر کسی سستی و کاہلی کے نماز ادا کرنی چاہئے، اور

قرأت، رکوع، سجود، قومہ، جلسہ اور باقی تمام ارکان میں احتیاط کرنی چاہئے تاکہ کامل درجہ احتیاط کے ساتھ ادا ہوں۔ اور رکوع، سجود، قومہ اور جلسہ میں سکون و طمانیت کو لازم جاننا چاہئے۔ اور سستی و لاپروائی سے نماز ادا نہ کریں۔ اور نماز کو اول وقت میں ادا کریں اور سستی اور جہالت کی وجہ سے تاخیر نہ کرنی چاہئے۔

مقبول بندہ وہی ہے جو اپنے مولا کا حکم ملتے ہی اس کی تعمیل میں لگ جائے کیونکہ حکم کی بجا آوری میں دیر کرنا سرکشی اور سوءِ ادب ہے۔ اور فقہ کی کتابیں جو فارسی میں لکھی گئی ہیں جیسے **ترغیب الصلوٰۃ** اور **تیسیر الاحکام** اور ان جیسی کتابیں چاہئے کہ ہر وقت اپنے پاس رکھیں اور شرعی مسائل کو ان میں دیکھ کر عمل کریں۔ کتاب ''گلستان'' وغیرہ فقہ کی فارسی کتابوں کے مقابلے میں فضول و بیکار ہیں بلکہ ضروری امر کی نسبت سے لایعنی ہیں۔ دین میں جس چیز کی ضرورت ہے اس کو لازم جاننا چاہئے اور اس کے علاوہ کسی اور کی طرف التفات نہیں کرنا چاہئے۔

(مکتوبات مجددیہ دفتر سوم: مکتوب ۱۷، ص ۶۲)

⊙ ......ایک روز ہمارے پیغمبر ﷺ نے اپنے اصحابؓ سے دریافت کیا کہ کیا تم جانتے ہو کہ چوروں میں سب سے زیادہ چوری کرنے والا کون ہے یعنی بدترین چور کون ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم کو نہیں معلوم، آپ ﷺ ہی فرمائیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ چوروں میں سے بدترین چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے اور نماز کے ارکان کو تمام و کمال آداب کے ساتھ ادا نہیں کرتا، لہٰذا اس چوری سے بھی پرہیز لازم ہوا تاکہ بدترین چوروں میں شمار نہ ہو۔ حضورِ دل کے ساتھ نماز کی نیت کرنی چاہئے کیونکہ حصولِ نیت کے بغیر عمل صحیح نہیں ہوتا۔ اور قرأت کو صحیح طرح پڑھنا چاہئے اور رکوع و سجود کو اطمینان کے ساتھ بجالانا چاہئے اور قومہ و

جلسہ کو بھی اطمینان کے ساتھ ادا کرنا چاہئے یعنی رکوع کے بعد صحیح طریقے پر کھڑا ہونا چاہئے اور ایک تسبیح کی مقدار کھڑا رہنا لازم ہے، اور دونوں سجدوں کے درمیان بھی صحیح طریقے پر بیٹھنا چاہئے اور ایک تسبیح کی مقدار بیٹھنے میں توقف کرنا چاہئے تاکہ قومہ اور جلسہ میں اطمینان میسر ہو۔ اور جو کوئی ایسا نہیں کرتا وہ اپنے کو چوروں کی صف میں داخل سمجھے اور وعید کا مستحق جانے۔ (مکتوب ۱۴۱ص ۱۳۲، ۱۳۳ دفتر سوم)

⑨ ...... آپ نے لکھا تھا کہ یہ خادم جس کام پر (آپ کی طرف سے) مامور ہے دوستوں کی ایک جماعت کے ساتھ جو طریقے میں داخل ہو چکی ہے اس پر مداومت اختیار کئے ہوئے ہے اور پچاس ساٹھ آدمیوں کی جماعت کے ساتھ پانچوں وقت کی نماز ادا کرتا ہے۔

اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ باطن ذکر الٰہی جل شانہ سے معمور ہو اور ظاہر احکام شرعیہ سے آراستہ ہو۔ چونکہ اس زمانے میں اکثر لوگ نماز کی ادائیگی میں سستی کرتے ہیں اور طمانیت اور تعدیل ارکان میں کوشش نہیں کرتے (یعنی ہر رکن کو اطمینان کے ساتھ ادا نہیں کرتے) اس لئے اس بارے میں بڑی تاکید اور مبالغہ کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ غور سے سنیں

مخبر صادق علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ چوروں میں سب سے بڑا چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اپنی نماز سے کوئی کس طرح چراتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نماز میں چوری یہ ہے کہ وہ نماز کے رکوع وسجود کو اچھی طرح ادا نہیں کرتا۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ خدائے جل شانہ اس شخص کی نماز کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا جو رکوع وسجود میں اپنی پیٹھ کو ثابت (سیدھا) نہیں رکھتا۔ اور آنسرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام نے

ایک شخص کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا کہ رکوع وسجود پوری طرح ادا نہیں کر رہا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ کیا تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا۔ اگر تو اسی عادت پر مر گیا تو دین محمدی پر تیری موت نہ ہوگی۔

نیز آنسرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کی نماز اس وقت تک کامل نہیں ہوگی جب تک کہ رکوع کے بعد پوری طرح سیدھا کھڑا نہ ہو اور اپنی پیٹھ کو سیدھا نہ کرلے اور اس کا ہر ایک عضو اپنی اپنی جگہ قرار نہ پکڑ لے۔ اور اسی طرح آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کے وقت اپنی پشت کو سیدھا نہیں کرتا اس کی نماز کامل نہیں ہوتی۔ حضرت رسالت مآب ﷺ ایک نمازی کے پاس سے گزرے دیکھا کہ وہ احکام وارکان، قومہ وجلسہ پوری طرح ادا نہیں کر رہا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اگر تو اسی عادت پر مر گیا تو قیامت کے دن تجھ کو میری امت میں سے نہ کہا جائے گا اور دوسری جگہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو اسی عادت پر مر گیا تو دین محمدی پر نہ مرے گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ ساٹھ سال تک نماز پڑھتا رہے اور اس کی ایک نماز بھی قبول نہیں ہوتی کیونکہ اس شخص نے رکوع وسجود کو بخوبی ادا نہیں کیا۔ کہتے ہیں کہ زید بن وہب نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز پڑھ رہا ہے اور رکوع وسجود پوری طرح ادا نہیں کر رہا تو آپ نے اس شخص کو بلایا اور اس سے پوچھا کہ تو کب سے اس طرح کی نماز پڑھ رہا ہے۔ اس نے کہا چالیس سال سے۔ آپ نے فرمایا، کہ اس چالیس سال کے عرصہ میں تیری ایک نماز بھی نہیں ہوئی اگر تو مر گیا تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت پر نہ مرے گا۔

منقول ہے کہ جب مومن بندہ نماز (اچھی طرح) ادا کرتا ہے اور اس کے رکوع

سجود بخوبی بجالاتا ہے تو اس کی نماز بشاشت والی اور نورانی ہوتی ہے۔ فرشتے اس نماز کو آسمان پر لے جاتے ہیں اور وہ نماز اپنے نمازی کے لئے اچھی دعا کرتی ہے اور کہتی ہے۔ حفظک اللہ سبحانہ کما حفظتنی یعنی خدائے عزوجل تیری حفاظت کرے جس طرح تو نے میری حفاظت کی۔ اور اگر نماز کو اچھی طرح ادا نہیں کرتا تو وہ نماز ظلمت والی رہتی ہے۔ فرشتوں کو اس نماز سے کراہت آتی ہے اور اس نماز کو آسمان پر نہیں لے جاتے اور وہ نماز اس نمازی کے لئے بددعا کرتی ہے اور کہتی ہے۔ ضیعک اللہ تعالیٰ کما ضیعتنی یعنی خدائے عزوجل تجھ کو ضائع کرے جس طرح تو نے مجھ کو ضائع کیا۔

پس نماز کو عمدہ طریقے پر ادا کرنا چاہئے۔ اور تعدیل ارکان یعنی رکوع، سجود، قومہ اور جلسہ اچھی طرح بجالانا چاہئے اور دوسرے لوگوں کو بھی ہدایت کرنی چاہئے کہ وہ نماز کو کامل طور پر ادا کریں اور تعدیل ارکان کو طمانیت کے ساتھ ادا کرنے میں کوشش کریں کیونکہ اکثر لوگ اس دولت سے محروم ہیں اور یہ عمل متروک ہو رہا ہے اس عمل کا زندہ کرنا بھی دین کی اہم ضروریات میں سے ہے۔

آنسرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص میری کسی مردہ سنت کو زندہ کرتا ہے اس کو ۱۰۰ شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔ اور یہ بھی سمجھ لیں کہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کے وقت صفوں کو سیدھا اور برابر کرنا چاہئے تا کہ نمازیوں میں سے کوئی شخص آگے پیچھے کھڑا نہ ہو۔ کوشش کرنی چاہئے کہ سب نمازی ایک دوسرے کے برابر کھڑے ہوں۔ آنسرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام پہلے صفوں کو درست فرمایا کرتے تھے پھر تکبیر تحریمہ کہتے۔ آنسرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ صفوں کا برابر کرنا بھی اقامت صلوٰۃ میں سے ہے۔

(مکتوبات مجددیہ دفتر دوم مکتوب ٦٩ ص ٢٥٥)

نماز کا خشوع و خضوع

......آدمی کے لئے جس طرح اعتقادات درست کرنے سے چارہ نہیں ہے اسی طرح اعمالِ صالحہ کے بجالانے سے بھی چارہ نہیں ہے اور عبادتوں میں سب سے جامع عبادت اور طاعتوں میں سب سے زیادہ قرب والی طاعت نماز کا ادا کرنا ہے۔ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا **الصلوٰۃ عماد الدین فمن اقامھا فقد اقام الدین ومن ترکھا فقد ھدم الدین** (یعنی نماز دین کا ستون ہے جس نے اس کو قائم کیا اس نے اپنے دین کو قائم کیا اور جس نے اس کو ترک کیا اور اس نے دین کو گرادیا)۔ اور جس شخص کو ہمیشہ پابندی سے نماز ادا کرنے کی توفیق عنایت فرماتے ہیں اس کو برائیوں اور خلاف شرع کاموں سے بھی باز رکھتے ہیں۔ آیت کریمہ **ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر** (بے شک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے) (عنکبوت آیت ۴۵) اس بات کی تائید کرتی ہے۔ اور جو نماز ایسی نہیں ہے وہ نماز کی صرف صورت ہے (نماز کی) حقیقت نہیں ہے۔ لیکن حقیقتِ نماز کے حاصل ہونے تک، صورت کو بھی نہیں چھوڑنا چاہیے۔ مالا یدرک کلہ لایترک کلہ (جو چیز پوری حاصل نہ ہو سکے اس کو بالکل ترک بھی نہیں کرنا چاہیے یعنی جس قدر مل سکے حاصل کرلے)۔ اکرم الاکرمین (حق سبحانہ تعالیٰ) اگر نماز کی صورت کو نماز کی حقیقت کے درجہ میں اعتبار کرلے تو کچھ بعید نہیں ہے۔ پس آپ پر واجب ہے کہ تمام (فرض) نمازوں کو خشوع وخضوع کے ساتھ جماعت سے ادا کریں کیونکہ یہی نجات و کامیابی کا ذریعہ ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ. الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ** (المومنون آیت ۲،۱) (بے شک ان ایمان والے لوگوں نے کامیابی حاصل کی جو اپنی نماز میں خشوع و

عاجزی کرنے والے ہیں)۔

(مکتوبات مجددیہ دفتر اول حصہ اول: مکتوب نمبر ۸۵ ص ۲۵۱)

⑤ ...... اللہ تعالیٰ تم کو ہدایت دے! واضح ہو کہ نماز کو کامل طور پر ادا کرنے اور اس میں کمال حاصل ہونے سے مراد فقیر کے نزدیک یہ ہے کہ نماز کے فرائض و واجبات اور سنن و مستحبات جن کا بیان کتب فقہ میں تفصیل کے ساتھ آ چکا ہے۔(سب کو احتیاط سے ادا کرنا چاہئے) ان چاروں امور کے علاوہ اور کوئی امر ایسا نہیں ہے جس کو نماز کے کامل کرنے میں دخل ہو، نماز کا خشوع و خضوع بھی ان ہی (چاروں) پر وابستہ ہے، بعض لوگ ان امور کے جان لینے کو کافی سمجھتے ہیں اور عمل کرنے میں سستی و کاہلی کرتے ہیں اس لئے لازمی طور پر نماز کے کمالات سے بے نصیب رہتے ہیں۔ اور بعض لوگ حق سبحانہ کے ساتھ حضورِ قلب میں بڑا اہتمام کرتے ہیں لیکن اعمال قالبیہ جوارح (یعنی ظاہر اعضا سے تعلق رکھنے والے مستحبات) کی طرف کم توجہ کرتے ہیں، صرف فرائض اور سنتوں پر کفایت کرتے ہیں، یہ لوگ بھی نماز کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں اور کمالِ نماز کو غیر نماز سے ڈھونڈتے ہیں کیونکہ حضورِ قلب کو نماز کے احکام سے نہیں جانتے۔اور یہ جو حدیث میں آیا ہے

لا صلوۃ الا بحضور القلب (نماز حضورِ قلب کے بغیر کامل نہیں ہوتی)

ممکن ہے کہ اس میں حضورِ قلب سے مراد یہ ہو کہ ان امور اربعہ کے ادا کرنے میں دل کو حاضر رکھا جائے تا کہ ان امور میں سے کسی امر کے بجالانے میں کچھ فتور واقع نہ ہو۔اس حضورِ قلب کے علاوہ اور کوئی حضور فی الحال اس فقیر کی سمجھ میں نہیں آتا۔

سوال: جب نماز کی تکمیل اور اس کا کمال ان چار امور کے بجالائے پر وابستہ ہوا اور کوئی دوسرا امر کمالِ نماز کے لئے ملحوظ نہ رہا تو منتہی، مبتدی بلکہ عامی کی نماز میں کیا

فرق ہوا، جو ان چاروں امور کے بجالانے پر مشروط ہے؟

جواب: (مبتدی ومنتہی کی نماز میں) فرق عمل کرنے والے کی طرف سے ہے، نہ کہ عمل کی رو سے ایک ہی عمل کا ثواب عمل کرنے والوں کے تفاوت سے مختلف ہوتا ہے۔ مثلاً وہ عمل جو کسی مقبول ومحبوب عامل سے وقوع میں آئے اس کا اجر اس کے اجر سے کئی گنا زیادہ ہوگا جو اس عامل کے سوا کسی غیر کے اسی عمل پر مرتب ہو، کیونکہ عامل جتنا عظیم القدر ہوتا ہے اسی قدر اس کے عمل کا اجر بھی عظیم تر ہوگا، اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ عارف کا نمائشی عمل مرید کے اخلاص والے عمل سے بہتر ہوتا ہے، پھر کس طرح بہتر نہ ہو، جبکہ عارف کا عمل سراسر اخلاص سے لبریز ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت پیغمبر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام کے سہو کو اپنے صواب سے بہتر جانتے ہوئے حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام والتحیۃ کے سہو کی آرزو کرتے تھے جیسا کہ (حضرت صدیقؓ) فرماتے تھے۔ یا لیتنی کنت سہو محمد (اے کاش میں حضرت محمد ﷺ کا سہو ہو جاتا)۔ گویا ان کی آرزو یہی تھی کہ کلی طور پر آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام کا سہو ہو جائیں۔ لہٰذا اپنے تمام اعمال واحوال کو آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام والتحیۃ کے عمل سہو سے کم جانتے ہیں اور پوری آرزو کے ساتھ سوال کرتے ہیں کہ ان کی تمام نیکیاں آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام کے سہو کے برابر ہی ہو جائیں۔ اور آنحضرت ﷺ کے سہو کی مثال یہ ہے کہ ایک مرتبہ آں سرور علیہ الصلوۃ والسلام نے چار رکعت والی فرض نماز میں سہو کی وجہ سے دو رکعت پر سلام پھیر دیا۔ پس منتہی کی نماز پر دنیاوی نتائج اور ثمرات کے باوجود آخرت کا بڑا بھاری اجر بھی مرتب ہوتا ہے بخلاف مبتدی اور عامی کی نماز کے۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک (کہاں خاک اور کہاں یہ عالم پاک)

منتہی کی نماز کی چند خصوصیات بیان کی جاتی ہیں، ان سے قیاس کر لیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ منتہی نماز میں قرأت قرآن کے وقت اور تسبیحات و تکبیرات کے اوقات میں اپنی زبان کو شجرہ موسوی کی مانند پاتا ہے اور اپنے قوی و اعضا کو آلات و وسائط سے زیادہ نہیں جانتا، اور کبھی ایسا محسوس کرتا ہے کہ ادائیگی نماز کے وقت اس کے باطن و حقیقت نے (اس کی) ظاہر و صورت سے اپنا تعلق منقطع کر لیا ہے اور وہ عالم غیب سے ملحق ہو گیا ہے اور غیب کے ساتھ مجہول الکیفیت نسبت پیدا کر لی ہے۔ اور جب نماز سے فارغ ہوتا ہے تو پھر اس عالم کی طرف رجوع کرتا ہے۔ یا اصل سوال کے جواب میں کہتا ہوں کہ یہ مذکورہ چاروں اعمال (فرض، واجب، سنت، اور مستحب) کا اہتمام و کمال کا بجالانا منتہی کے نصیب ہے، مبتدی اور عامی ان امور کو بہ تمام و کمال ادا کرنے کی توفیق سے دور ہیں۔ اگرچہ (ان کے لئے بھی) ممکن اور جائز ہے (لیکن ایسا کم ہوتا ہے) کیونکہ (حق تعالیٰ کا ارشاد ہے) **وانها لكبيرة الا على الخشعين** (بقرہ آیت ۴۵) [خاشعین کے علاوہ دوسروں پر (نماز) بہت گراں ہے]۔ **والسلام على من اتبع الهدىٰ** (اور سلام ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی) (مکتوبات مجددیہ دفتر اول حصہ دوم: مکتوب ۳۰۵ ص ۷۷)

نماز کے چند اسرار

◉ ...... مرتبہ مقدسہ میں جس کو ہم نے ''حقیقت قرآن مجید'' کہا ہے نور کے اطلاق کی بھی گنجائش نہیں ہے اور دوسرے تمام کمالات ذاتیہ کی طرح نور بھی راہ میں ہی رہ جاتا ہے، وہاں وسعت بیچون اور امتیاز بے چگون کے علاوہ کسی چیز کی گنجائش نہیں ہے، اور آیت **قَدْ جَآءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ** (مائدہ آیت ۱۵) (یقیناً اللہ تعالیٰ کی

طرف سے تمہارے پاس نور آیا ہے) میں اگر نور سے مراد قرآن ہو تو ممکن ہے کہ انزال و تنزل کے اعتبار سے ہو جیسا کہ کلمہ قَدْ جَآءَ کُمْ میں اسی امر کی طرف اشارہ ہے۔ اور اس مرتبہ مقدسہ کے اوپر ایک اور بہت بلند مرتبہ ہے جس کو حقیقتِ صلوٰۃ کہتے ہیں اور عالم شہادت میں اس کی صورت مصلیانِ ارباب نہایت (منتہی نمازیوں) کے ساتھ قائم ہے، اور یہ جو معراج شریف کے واقعہ میں آیا ہے کہ قف یا محمد فان الله یصلی (اے محمد ﷺ! ٹھہر جائیے کیونکہ اللہ تعالیٰ صلوٰۃ میں ہے) ممکن ہے کہ اس میں اسی حقیقتِ صلوٰۃ کی طرف اشارہ کیا گیا ہو۔ ہاں وہ عبادت جو مرتبہ تجرد و تنزہ کے لائق ہے شاید مراتب وجوب سے صادر ہوتی ہو اور قِدَم کے اطوار سے ہی ظہور میں آتی ہو۔ فالعبادة اللائقة بجناب قدسیه تعالیٰ هی الصادرة من مراتب الوجوب لا غیر فهو العابد والمعبود (پس وہ عبادت جو اللہ تعالیٰ کی مقدس بارگاہ کے لائق ہے وہ مراتب وجوب ہی سے صادر ہوتی ہے اس کے علاوہ کسی اور سے نہیں پس وہی عابد ہے اور وہی معبود ہے)

اس مرتبہ مقدسہ میں کمال درجہ وسعت اور امتیاز بے چون ہے کیونکہ اگر ''حقیقتِ کعبہ'' ہے تو وہ بھی اسی کا جزو ہے، اور اگر ''حقیقتِ قرآن'' ہے تو وہ بھی اسی کا حصہ ہے کیونکہ نماز مراتب عبادات کے ان تمام کمالات کی جامع ہے جو اصل الاصل کی نسبت سے ثابت ہیں کیونکہ معبودیتِ صرف اسی کے لئے ثابت ہے۔ اور ''حقیقتِ صلوٰۃ'' جو کہ تمام عبادات کی جامع ہے اس مرتبہ میں وہ اس مرتبہ مقدسہ کی بھی عبادت ہے جو اس سے اوپر ہے کیونکہ معبودیتِ صرف کا استحقاق بھی اسی مرتبۂ فوق کے لئے ثابت ہے جو کہ ''اصل کل'' ہے اور سب جائے پناہ ہے، اس مقام میں وسعت بھی کوتاہی کرتی ہے اور امتیاز بھی راستہ میں رہ جاتا ہے اگرچہ وہ بے چون

دیچگون ہو۔ کامل انبیاء و اکابر اولیاء علیہم الصلوات والتسلیمات اولاً و آخراً کے اقدام کا منتہا ''حقیقتِ صلوٰۃ'' کے مقام کی انتہا ہے جو کہ عابدوں کے مرتبۂ عبادت کی نہایت ہے، اور اس مقام سے اوپر معبودیتِ صرف کا مقام ہے جہاں کسی کو کسی طرح بھی اس دولت میں شرکت نہیں ہے کہ اس سے اوپر قدم رکھ سکے۔ کیونکہ ہر وہ مقام جہاں عبادت اور عابدیت کی آمیزش ہے وہاں تک تو نظر کی طرح قدم کے لئے بھی گنجائش ہے لیکن جب معاملہ ''معبودیتِ صرف'' تک پہنچ جاتا ہے تو قدم بھی کوتاہی کرتا ہے اور سیر بھی انجام کو پہنچ جاتی ہے۔ لیکن اللہ سبحانہ کا شکر ہے کہ نظر کو اس جگہ سے منع نہیں فرمایا اور اس کی استعداد کے مطابق گنجائش بخشی ہے۔

بلا بودے اگر ایں ہم نہ بودے (مصیبت تھی اگر یہ بھی نہ ہوتا)

ہوسکتا ہے کہ قف یا محمد ﷺ (اے محمدؐ! ٹھہر جائیں اور قدم آگے نہ رکھیں) کیونکہ یہاں مرتبہ صلوٰۃ سے بلند مرتبہ جو کہ مرتبہ وجوب سے صادر ہے وہ حضرت ذات تعالیٰ و تقدس کا مرتبہ تجرد و تنزہ ہے جہاں نہ قدم کی جولانگاہ ہے اور نہ گنجائش ہے البتہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کی حقیقت اس مقام میں متحقق ہو جاتی ہے۔ اور غیر مستحق معبودوں کی عبادت کی نفی میں صورت اختیار کرتی ہے اور معبودِ حقیقی کا اثبات یعنی اس (حق تعالیٰ) کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں، اس مقام میں حاصل ہو جاتا ہے اور عابدیت اور معبودیت کے درمیان کمال درجہ کا امتیاز اس جگہ ظاہر ہوتا ہے اور عابد معبود سے کما حقہ جدا ہو جاتا ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ لا الہ الا اللہ کے معنی منتہیوں کے حال کی نسبت سے لا موجود و لا وجود و لا مقصود کہنا ابتدائی اور درمیانی نسبت سے ہے اور لا مقصود کا مرتبہ لا موجود اور لا وجود کے مرتبہ سے بلند ہے کیونکہ وہ لا معبود الا اللہ کا دریچہ (کھڑکی) ہے۔

جاننا چاہئے کہ اس مقام میں نظر کی ترقی اور نگاہ میں تیزی صلوٰۃ (نماز) کی عبادت پر وابستہ ہے جو منتہیوں کا کام ہے دوسری عبادات بھی اس صلوٰۃ کی تکمیل میں شاید مدد فرمائیں اور اس کے نقصان کی تلافی کریں۔ اسی لئے نماز کو بھی ایمان کی طرح حُسن لذاتہٖ (یعنی اصل اور ذات میں خوب اور بہتر) کہتے ہیں اور دوسری عبادتیں حُسن لذواتہا (اپنی ذات میں حسن) نہیں ہیں۔

(مکتوبات مجددیہ دفتر سوم: مکتوب ۷۷ ص ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵)

⊙......**سوال**: نماز روزہ کی حقیقت کے کیا معنی ہیں؟ کیونکہ نماز و روزہ مخصوص افعال ہیں اگر ان افعال کو (شارع علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق) ادا کیا جائے تو ان کی حقیقت ادا ہو جائے گی۔ اس کی صورت کیا ہے اور اس سے زیادہ حقیقت کیا ہے؟

جواب: مبتدی کا نفس چونکہ امارہ ہے لہذا بالذات آسمانی احکام کا منکر ہے۔ اور اس سے احکام شرعیہ کی بجا آوری ظاہری صورت کے اعتبار سے اور منتہی کا نفس چونکہ مطمئنہ ہو گیا ہے اور اس میں احکام شرعیہ کے قبول کرنے کی رضا و رغبت پیدا ہو گئی ہے لہذا اس سے احکام کی بجا آوری حقیقت کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ مثلاً منافق اور مسلمان دونوں نماز ادا کرتے ہیں لیکن منافق چونکہ باطن میں انکار رکھتا ہے اس لئے وہ نماز کی صرف ظاہر صورت ادا کرتا ہے اور مسلمان باطنی فرمانبرداری کے باعث نماز کی حقیقت سے مزین ہے لہذا صورت اور حقیقت کا اعتبار باطنی انکار و اقرار پر ہے۔ یہ درجہ یعنی اطمینان نفس اور اعمال صالحہ کی حقیقت کا درجہ ولایت خاصہ کے کمالات کے حصول کے بعد جو درجہ سوم سے متعلق ہے حاصل ہو جاتا ہے۔

(مکتوبات مجددیہ دفتر دوم مکتوب ۵۴ ص ۱۹۲)

انتخاب از مکتوبات معصومیہ

نماز کی فضیلت

⊙ ......اور سب سے بہتر عبادت اور سب سے معتبر طاعت نماز ہے جو کہ دین کا ستون اور مسلمان و کافر میں واضح طور پر فرق کرنے والی ہے۔ اور جو قرب الٰہی اس کے ادا کرتے وقت حاصل ہوتا ہے اس (نماز) کے باہر وہ نادر (بہت کم) ہے۔ پس نماز کو پانچوں وقت جماعت و جمعیت و تعدیل ارکان اور کامل وضو کے ساتھ مستحب اوقات میں ادا کرنا چاہئے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب بندہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس بندے اور اس کے پروردگار کے درمیان حجابات اٹھا دیئے جاتے ہیں اور جب تک وہ ناک کی رینٹ نہ ڈالے حور عین اس کے سامنے رہتی ہے اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ نماز پڑھنے والا بادشاہ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ جو شخص ہمیشہ دروازہ کھٹکھٹاتا رہتا ہے قریب ہے کہ وہ اس کے لئے کھول دیا جائے اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ پانچ نمازوں کی مثال میٹھے پانی کی جاری نہر کی مانند ہے جو تم میں سے کسی کے دروازے کے پاس سے گزرتی ہے کہ وہ شخص اس میں پانچ مرتبہ غسل کرتا ہے پس اس سے (اس پر) کچھ بھی میل باقی نہیں رہے گا اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ بے شک جس شخص نے ان پانچ فرض نمازوں پر جماعت (سے ادا کرنے) میں حفاظت کی وہ ان لوگوں میں سے سب سے پہلا شخص ہوگا جو پل صراط پر چمکنے والی بجلی کی مانند (تیزی سے) گزریں گے اور اللہ تعالیٰ اس کو

سابقین کے پہلے گروہ میں حشر فرمائے گا۔ اور ہر دن اور رات میں ان نمازوں پر حفاظت کرنے والے کو ایک ہزار ایسے شہیدوں کے اجر کے برابر اجر ملے گا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے گئے ہوں۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر دوم مکتوب ۱۱، ص ۴۰)

⊙ ...... حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز میں ہمارے پاس آنے میں تاخیر کی (یعنی روزمرہ کے وقت پر تشریف نہ لائے) حتیٰ کہ قریب تھا کہ ہم آفتاب کے قرص کو دیکھ لیں۔ پھر آپ ﷺ جلدی سے نکل کر تشریف لائے۔ پس نماز کے لئے تکبیر اقامت کہی گئی اور رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی اور نماز میں تخفیف کی۔ پھر جب سلام پھیرا تو اپنی بلند آواز کے ساتھ ہمیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنی صفوں میں اسی طرح بیٹھے رہو جیسا کہ بیٹھے ہو۔ پھر ہماری طرف مڑے اور فرمایا اے لوگو! آگاہ رہو بے شک ابھی میں تم کو اس چیز کی خبر دوں گا جس نے مجھ کو آج کی صبح تم سے روکا (وہ یہ ہے کہ) میں رات کو (نماز تہجد کے لئے) اٹھا۔ پس میں نے وضو کیا اور جس قدر نماز میرے لئے مقدر تھی پڑھی۔ پھر مجھے اپنی نماز میں اونگھ آگئی، یہاں تک کہ میں بھاری ہو گیا (یعنی مجھ پر نیند غالب آگئی اور میرا بدن وزنی ہو گیا)۔ پس ناگہاں میں نے اپنے پروردگار تبارک وتعالیٰ کو اچھی صورت (صفت) میں دیکھا پس اس (اللہ تعالیٰ) نے فرمایا، اے محمد! میں نے عرض کیا، اے میرے رب! میں حاضر ہوں۔ پروردگار نے فرمایا کہ فرشتوں کی جماعت کس چیز کے بارے میں گفتگو کرتی ہے۔ میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ نے تین بار یہی فرمایا، (اور میں نے ہر بار یہی جواب دیا) آنحضرت ﷺ نے فرمایا، پھر میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ

اپنا ہاتھ میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا، پس میں نے اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کی ٹھنڈک اپنی چھاتی کے درمیان پائی۔ پس میرے لئے ہر چیز ظاہر و روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لیا۔ پھر فرمایا، اے محمد! میں نے عرض کیا، اے میرے رب! میں حاضر ہوں۔ فرمایا، فرشتوں کی جماعت کس چیز کے بارے میں گفتگو کرتی ہے۔ میں نے عرض کیا، کفارات میں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، وہ کیا ہیں؟ میں نے کہا، (نماز کی) جماعتوں کی طرف چل کر آنا اور نمازوں کے بعد مسجدوں میں بیٹھنا اور ناخوشگواریوں کے وقت (بھی) وضو کو پورا کرنا۔ فرمایا، پھر کس چیز میں گفتگو کرتے ہیں؟ میں نے کہا، درجات کے بارے میں۔ فرمایا، وہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا، کھانا کھلانا اور نرم کلامی کرنا اور رات کے کسی حصے میں نماز پڑھنا جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ (اللہ تعالیٰ) نے فرمایا (جو کچھ چاہے) مانگ۔ میں نے یہ دعا کی۔

اللھم انی اسئلک فعل الخیرات و ترک المنکرات و حب المساکین و ان تغفرلی و ترحمنی و اذا اردت فتنۃ فی قوم فتوفنی غیر مفتون و اسئلک حبک و حب من یحبک و حب عمل یقربنی الی حبک

(اے اللہ! بے شک میں تجھ سے نیک کاموں کے کرنے اور برے کاموں کے ترک کرنے اور مسکینوں سے محبت کرنے کا سوال کرتا ہوں اور یہ کہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور جب تو کسی قوم میں فتنہ (آزمائش) کا ارادہ فرمائے پس تو مجھ کو فتنہ میں مبتلا کئے بغیر وفات دے اور میں تجھ سے تیری محبت اور اس شخص کی محبت جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور اس عمل کی محبت مانگتا ہوں جو مجھے تیری محبت کے نزدیک کر دے)

پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ یہ حق ہے پس اس کو یاد رکھو پھر اس کو لوگوں کو سکھاؤ۔ (مکتوبات معصومیہ دفتر سوم مکتوب ۵۶ ص ۱۱۴-۱۱۳)

۞ ...... میرے مخدوم! نماز جو کہ مومن کی معراج ہے اصل کے ظہور کا مقام اور حالت معراجیہ کا نمونہ ہے۔ حدیث الساجد یسجد علی قدمی اللہ فلیسال و لیرغب (سجدہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے دونوں قدموں پر سجدہ کرتا ہے پس اس کی طلب و شوق کرنا چاہئے) آپ نے سنا ہوگا اور نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس (بندہ) کو اپنا چہرہ خاک آلود کر کے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا اور نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ بندہ اپنی نماز میں داخل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ پس اس (بندہ) سے رخ نہیں پھیرتا یہاں تک کہ وہ بندہ اپنا رخ پھیر لے یا کوئی بری بات کہے۔ پھر فرض نمازوں کی خصوصیت تو علیحدہ ہے اور جماعت نور علی نور ہے۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے لئے جو اندھیروں میں مسجد کی طرف جاتے ہیں قیامت کے روز ایک بلند نور کے ساتھ روشنی کرے گا۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ اندھیروں میں مساجد کی طرف چلنے والے وہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل ہونے والے ہیں۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی بندہ جماعت میں نماز پڑھتا ہے پھر وہ کسی حاجت کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ غیرت کرتا ہے کہ وہ بے (مراد) واپس لوٹے یہاں تک کہ اس کی حاجت پوری کر دیتا ہے۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کسی شخص کا اپنے گھر میں نماز پڑھنے کا ثواب ایک نماز کے برابر ہے اور محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا پچیس نمازوں کے برابر ہے اور مسجد حرام میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نماز کے برابر ہے۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ جس

شخص نے ان پانچ نمازوں کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے پر محافظت کی وہ پل صراط پر سے چمکنے والی بجلی کی مانند گزرنے والوں میں سب سے پہلا شخص ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کا حشر سابقین کے پہلے گروہ میں فرمائے گا اور ہر روز و شب میں ان نمازوں پر محافظت کرنے والے کے لئے ایسے ہزار شہید کی مانند اجر ہوگا جو اللہ کے راستہ میں قتل کئے گئے ہوں اور نیز حدیث شریف میں ہے تم میں سے جو شخص وضو کرتا ہے پس اچھی طرح وضو کرتا ہے اور اس کو پوری طرح کرتا ہے پھر وہ مسجد میں آتا ہے اس کا مقصد نماز کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کو خوشخبری دیتا ہے جیسا کہ ان لوگوں کو جن کا کوئی آدمی گم ہو گیا ہو اپنے غائب کے آجانے سے خوشی ہوتی ہے۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر دوم مکتوب 67 ص 165-166)

آداب و سنن کی ترغیب

◉ ...... میرے مخدوم! نماز مومن کی معراج ہے جو کہ اس کے ادا کرتے وقت پیش آتی ہے وہ حالت معراجیہ کے مناسب ہوگی اور تمام حالات سے ممتاز ہوگی۔ تمام حالات کو نماز کی حالت کے ساتھ وہی نسبت ہے جو کہ صورت کو حقیقت کے ساتھ ہے۔ مثلاً جو صورت کہ آئینہ میں منعکس ہے اس کو اپنی اصل کے ساتھ ظاہری مماثلت واسمی مشارکت کے سوا اور کونسی مساوات ہے؟ کسی نے خوب کہا ہے

گر مصور صورت آں دلستاں خواہد کشید
حیرتے دارم کہ نازش را چساں خواہد کشید

(اگر مصور اس دلربا (محبوب کی تصویر کھینچے گا تو میں حیرت میں ہوں کہ اس کے ناز کو وہ کس طرح (تصویر میں) کھینچ سکے گا)

آپ نماز کی تکمیل میں جس قدر کوشش کریں گے اور اس کے سنن و آداب کی

رعایت میں جس قدر جد و جہد اور قرأت ورکوع وسجود کو سنت کے موافق دراز کرنے میں جتنی سعی کریں گے اس کے فیوض و برکات اسی قدر زیادہ وارد ہوں گے اور اس کا حسن و جمال وکمال اسی قدر زیادہ ظہور فرمائے گا اور ترقیات رونما ہوں گی اور خاص عنایت و مہربانی اسی قدر تجلی فرمائے گی اور تعلقات سے اسی قدر زیادہ پاک صاف ہو جائے گا کہ (وہ کوڑا کرکٹ) پہلو اور پشت سے بھی زیادہ دور ہو جائے گا۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر سوم، مکتوب ۵۸، ص ۱۱۷)

◉ ...... میرے مخدوم! جو حالت کہ نماز میں پیش آتی ہے غیر حالت نماز پر فوقیت رکھتی ہے اور جو لذت کہ نماز میں حاصل ہوتی ہے خاص طور پر فرض نماز میں وہ کمال کی بشارت دینے والی ہے۔ نماز کو کامل طور پر ادا کرنے میں پوری کوشش ملحوظ رکھیں اور اس کے سنن و آداب کے حاصل کرنے میں سعی بلیغ کریں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو حجاب کہ بندہ اور خدا کے درمیان ہے وہ نماز ادا کرتے وقت دور کر دیا جاتا ہے اور اگر امام نہ ہوں تو اس کے قیام ورکوع وسجود کو طویل کرنے میں راغب ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ سب سے فضیلت والی نماز وہ ہے جس میں قنوت یعنی قیام طویل ہو اور قنوت (قیام طویل) سکرات موت کو ہلکا کرتا ہے اور اگر امام ہوں تو امام کے لئے جو مقدار مسنون ہے اس پر اکتفا کریں اور مقتدیوں کا لحاظ کریں۔ ایک رکعت میں سورت کے تکرار کو نوافل میں جائز کیا گیا ہے اور رکوع وسجود کی تسبیحات کی تعداد کی حد سات تک ہے اور بعض روایتوں میں نو اور گیارہ تک بھی آئی ہے اور اگر اس سے بھی طویل کرنا چاہیں تو رکوع وسجود کی جو دعائیں روایات میں آئی ہیں پڑھیں اور جس قدر بھی تکرار کریں گنجائش ہے۔ عوف بن مالکؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (نماز میں) کھڑا ہوا پس جب آپ

نے رکوع کیا تو سورۂ بقرہ (پڑھنے) کے بقدر ٹھہرے رہے اور اپنے رکوع میں سبحان ذی الجبروت و الملکوت و الکبریاء کہتے رہے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر آپ نے سجدوں میں بھی اس کی مانند کیا اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ صحیح مسلم میں (حضرت) حذیفہؓ کی حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے طویل رکوع میں جو کہ سورۂ بقرہ و آل عمران و نساء کی قرأت کے قریب تھا سبحان ربی العظیم پڑھا اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اس (رکوع) میں سبحان ربی العظیم کا تکرار فرماتے رہے۔ جیسا کہ سنن ابوداؤد وغیرہ میں واضح طور پر آیا ہے اور صحیح مسلم سے بھی ثابت ہے۔ میں کہتا ہوں کاش کہ میں جان لیتا کہ اس حدیث کی اس وضاحت اور ان علماء کے قول میں تطبیق کی کیا صورت ہے جنہوں نے حکم کیا ہے کہ (رکوع و سجود میں) تسبیحات کی زیادہ سے زیادہ تعداد سات سے گیارہ تک ہے اور انہوں نے کہا کہ یہ اکمل (درجہ) ہے اور ظاہر یہ ہے کہ ان (علماء) کے نزدیک اس حکم میں کوئی بڑی وجہ اور معتبر سند ہے۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر دوم مکتوب ۱۰۹ ص ۲۰۰)

نماز کے چند اسرار

⊙ ...... آراستہ کمالات فرزند ارجمند شیخ عبدالاحد نے اس مسکین سے پوچھا تھا کہ سالک نماز کے دوران کس چیز کی طرف متوجہ ہو (یعنی) ذات بحت کی طرف جو کہ حقیقی مسجود و معبود ہے یا قرآن مجید کی طرف جو کہ مدار نماز ہے یا کعبہ کی طرف جو کہ مسجود الیہ ہے۔ یا خشوع و خضوع و تعدیل ارکان کی طرف کہ جن کا اس کو حکم دیا گیا ہے۔ یا ان سب امور کی طرف ایک ساتھ (مشغول ہونا چاہیے) اور لوگوں نے ان سب صورتوں میں سے ہر ایک پر شبہات (قائم) کیے ہیں۔ اے سعادت آثار!

نمازی کے لئے جو کچھ ضروری ہے اور جن امور کا اس کو حکم دیا گیا ہے وہ نماز کے ارکان وقومہ وجلسہ وطمانیت وخشوع وخضوع کی طرف متوجہ ہونا ہے۔ قد افلح المؤمنون الذین هم فی صلوتهم خاشعون (وہ مومنین کامیاب ہوئے جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں) اور نماز میں خشوع مثلاً قیام میں سجدہ کی جگہ پر نگاہ لگا دینا وغیرہ اور نیز قرآن پاک کی قرأت کی طرف متوجہ ہونا ہے۔ اور اگر وہ اہل حقیقت میں سے ہے تو اس کے معانی و اسرار میں غور وفکر کرتا ہے ورنہ اس قدر سمجھ کہ یہ حق جل وعلا کا کلام ہے اور ذات بحت کی طرف متوجہ ہونا نماز کے ماموارت میں سے نہیں ہے اس کے باوجود ہم کہتے ہیں کہ ان امور کی طرف متوجہ ہونا عین ذات مسجود کی طرف متوجہ ہوتا ہے کیونکہ ذات بحت اسماء وصفات کا لحاظ کئے بغیر جیسا کہ آپ نے لکھا ہے توجہ ومراقبہ وتصور وتعقل سے بالاتر ہے۔ رہا وہ عارف جو کہ ذات بحت سے واصل ہے اور وصل عریانی کے ساتھ ممتاز ہے اس کا معاملہ جدا ہے۔ نماز ادا کرتے وقت خاص طور پر اس کے باطن کو اس بارگاہ عالی کے ساتھ اتصال اور ظاہر سے انقطاع پیدا ہو جاتا ہے اس کا ظاہر ارکان کی طرف متوجہ ہے اور اس کا باطن وصل عریاں میں (ہوتا) ہے اور (اس میں) کوئی تضاد نہیں ہے اور جو شخص کہ اس وصل (عریاں) کے ساتھ مشرف نہیں ہے اس کی ارکان کی طرف توجہ ہی ذات بحت کی طرف توجہ ہے اور ذات بحت کو صفات کے لحاظ کے بغیر مسجود قرار دینا محل تامل ہے۔ ذات جامع صفات مسجود کیوں نہ ہو کیونکہ ذات کو کسی وقت بھی صفات سے علیحدگی وجدائی نہیں ہے۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر دوم مکتوب ۱۱۹، ص ۲۲۵، ۲۲۶)

⑤ ......ارحنی یا بلال (اے بلال! مجھے راحت پہنچا) اسی کی طرف اشارہ ہے

اور قرۃ عینی فی الصلوٰۃ (میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے) اسی کا ایک رمز ہے۔ دوسرے حضرات شہود کی لذت کے ساتھ لطف اندوز ہوتے ہیں اور وصال کے خیال پر فریفتہ ہیں اور ان حضرات نے اس شہود سے آنکھ بند کی ہوتی ہے اور اس وصال کو خیال تصور کر کے غیب کے ساتھ جو کہ شہود پر ہزاروں درجے فضیلت رکھتا ہے مطمئن ہیں اور کم ہمت کو اس کی بندگی پر چست باندھے ہوئے ہیں۔ تحریمہ اولیٰ (تکبیر اولیٰ) کو جسے وہ امام کے ساتھ پاتے ہیں تجلیات و ظہورات سے بہتر جانتے ہیں اور خشوع (عاجزی) اور سجدہ کی جگہ پر نگاہ جمانے کو کہ حدیث شریف منتع بصرک بموضع سجودک (تو اپنی نگاہ کو اپنے سجدوں کی جگہ پر رکھ) جس پر دال ہے اور آیت کریمہ قد افلح المؤمنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون (وہ مومنین کامیاب ہوئے جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں) جس کی خبر ہے شہود و مشاہدہ سے زیادہ تصور فرماتے ہیں۔ نماز اسی (ظاہری) صورت پر موقوف نہیں ہے (بلکہ) عالم غیب الغیب میں ایک حقیقت رکھتی ہے جو کہ تمام حقیقتوں سے اوپر ایک اور مشاہدات و تجلیات سے بالاتر ہے۔ شاید کہ حدیث شریف (قدسی) قف یا محمد فان اللہ یصلی (اے محمد ﷺ! ٹھہر جایئے پس بے شک اللہ تعالیٰ نماز میں ہے) میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ جس قدر اس (نماز) کی (ظاہری) صورت کی تکمیل میں کوشش کی جائے اور خشوع و آداب کو کامل طور پر ادا کرنے میں جدوجہد کی جائے اس حقیقت کے ساتھ (اسی قدر) مناسبت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ اس کی برکات سے بہت زیادہ بہرہ ور ہو جاتا ہے اور جو شخص کہ شہود کی بندش اور ظہورات کی قید میں ہے، اس حقیقت سے محروم و مستور ہے۔ اسی بنا پر اس کی صورت کی تکمیل جو کہ حقیقت کی

طرف ایک راستہ رکھتی ہے مشاہدات وتجلیات سے بہتر سمجھتا ہے اور بلند ہمتی کے باعث ان پر قناعت نہیں کرتا۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر دوم: مکتوب ۸۷، ص ۱۵۹۔۱۶۰)

......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بندہ کی کوئی حالت اس سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے کہ وہ اس کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھے اور اس بندہ کا چہرہ خاک آلود ہو اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ سجدہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے دونوں قدموں پر سجدہ کرتا ہے۔ پس بندہ کو چاہئے کہ سجدہ کرے اور خوب رغبت سے کرے اور خوب دعا کرے اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کا سجدہ اس کی پیشانی کے نیچے کی زمین کو زمین کے ساتوں طبق تک پاک کر دیتا ہے اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس نے اپنے اندر کوئی نقص وخامی نہ ہونے کے باوجود تواضع کی اور جس نے مانگنے کے بغیر اپنے نفس میں ذلت اختیار کی اور مال کو جو اس نے جمع کیا معصیت کے بغیر خرچ کیا اور اہل ذلت و مسکنت پر رحم کیا اور اہل فقر وحکمت سے میل جول رکھا اور اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس نے اپنے علم پر عمل کیا اور اپنے زائد مال کو (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خرچ کیا اور اپنے آپ کو فضول گوئی سے روکا۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر سوم مکتوب ۱۲۲، ص ۱۹۳)

......آپ جان لیں کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ نماز کی حالت میں وہ حجاب اٹھا دیا جاتا ہے جو نمازی اور اس کے پروردگار کے درمیان ہوتا ہے اور ہمارے حضرت عالی (مجدد الف ثانی) قدسنا اللہ تعالیٰ سبحانہ نے لکھا ہے کہ یہ حجاب کا دور ہونا منتہی کی نماز کے ساتھ مخصوص ہے اس نعمت عظمیٰ پر اللہ عزوجل کا شکر بجالائیں اور

اس کی کیفیت کے زیادہ ہونے میں کوشش کریں اور نماز کو آداب و شرائط اور طول قیام و قراءت کے ساتھ ادا کریں۔ جو قرب کہ اس (نماز) کی ادائیگی کے دوران ہوتا ہے وہ اس کے باہر نہیں ہے۔ **و امر اھلک بالصلوٰۃ و اصطبر علیھا** (اپنے اہل و عیال کو نماز کا حکم کر اور نماز کی ادائیگی پر قائم رہ)۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر سوم مکتوب ۱۲۷، ص ۲۰۰۔۲۰۱)

⊙ ...... آپ جان لیں کہ حضرت عالی (مجدد الف ثانی قدس سرہ) نے حقیقت صلوٰۃ کے بارے میں لکھا ہے کہ اس مقام میں کمال وسعت پہونچی ہے۔ پس حقیقت قرآنی میں مبدأ وسعت ہے اور اس جگہ (حقیقت صلوٰۃ میں) کمال وسعت ہے لیکن اس کو ماننے کی صورت میں شبہ وارد ہوتا ہے کہ مبدأ شئی کو شئی پر سبقت و فوقیت ہے پس حقیقت قرآنی کو حقیقت صلوٰۃ پر مقدم ہونا چاہئے اور حالانکہ انہوں (مجدد علیہ الرحمۃ) نے حقیقت صلوٰۃ کو حقیقت قرآنی سے اوپر لکھا ہے۔ (جواب) ہوسکتا ہے کہ یہ مبدأ ہونا سالک کے عروج کی جانب ہو یعنی عروج کے مدارج میں وسعت کا شروع حقیقت قرآنی سے ہو اور اس کا کمال اوپر کی حقیقت میں ہو اور اس اعتبار سے مبدأ ہونے کو تاخر ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ تفوق دونوں جانب سے ہے (اور) دو اعتبار سے ہے۔ حقیقت قرآنی چونکہ حقیقت صلوٰۃ کا جزو ہے جیسا کہ حضرت عالی (مجدد قدس سرہ) نے لکھا ہے کہ اگر حقیقت کعبہ ہے تو اس کا جزو ہے اور اگر حقیقت قرآنی ہے تو وہ بھی اس کا جزو ہے کیونکہ نماز عبادت کے تمام کمالات و مراتب کی جامع ہے کہ اصل الاصل کی نسبت کے ساتھ ثابت ہے اور (اس میں) شک نہیں ہے کہ جزو کو کل پر تقدم ہے اور کل کو فضیلت (حاصل) ہے کیونکہ کل اس جزو پر بھی مشتمل ہے اور دوسرے اجزاء پر بھی۔ پس ظاہر کے اعتبار سے جزو کو اور باطن اور

رتبے کے اعتبار سے کل کو فوقیت ہے۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر سوم مکتوب ۱۴۰، ص ۲۳۲)

⊙ ...... آپ نے لکھا تھا کہ صلوٰۃ وسطیٰ و ساعت جمعہ و اسم اعظم کے تعیین میں اخبار و آثار (احادیث و روایات) میں بہت تضاد ہے اور جو کچھ تیرے کشف میں آیا ہو اور جو اس سے مفہوم ہوتا ہو تو تعیین کرتا کہ خدشہ دل سے دور ہو جائے اور لوگوں کو بہت سے فوائد حاصل ہوں۔ اے عزیز! جس چیز کو کہ حق تعالیٰ نے مبہم چھوڑا ہو اور اس کے رسول ﷺ نے امت پر اس تمام شفقت اور اس کی خیر خواہی کے باوجود بیان نہ فرمایا ہو ہمیں اور تمہیں (حق) نہیں پہنچتا کہ اس بارے میں لب کشائی کریں اور اپنے خواب و خیال سے اس معما کو حل کریں۔ ابهموا ما ابهم الله (جس کو اللہ تعالیٰ نے مبہم رکھا تھا تم بھی اس کو مبہم رکھو) آپ نے سنا ہو گا بظاہر اس ابہام میں بندوں کی مصلحتیں اور ان کے فائدے منظور ہوں گے مثلاً یہ کہ لوگ اسماء (الٰہی) کی تعظیم کریں۔ یہ ابہام شب قدر اور رسول خدا ﷺ کے روز پیدائش و وفات کے ابہام کی طرح ہے اور ہر کسی سے برکات حاصل کیں اور جمعہ کے دن پورے دن کو جمعیت و حضور، تضرع و دعا کے ساتھ معمور رکھیں۔ اور تمام نمازوں کی پوری حفاظت کریں۔ بظاہر دل میں اس تردد کا قرار پکڑنا اس کے رفع سے بہتر ہے۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے کچھ فرائض فرض کیے ہیں پس تم ان کو ضائع مت کرو اور کچھ حدیں مقرر کی ہیں پس تم ان سے تجاوز نہ کرو اور کچھ چیزوں کو حرام کیا ہے پس تم ان کا ارتکاب نہ کرو اور تم پر رحمت کی خاطر کسی بھول کے بغیر بعض چیزوں سے سکوت فرمایا ہے پس تم ان کی کرید مت کرو۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر دوم مکتوب ۱۱۹، ص ۲۲۷)

کیفیات نماز

۞ ...... آپ نے لکھا تھا کہ نماز فرض و نماز تہجد میں بھی ایک گونہ حلاوت و کیفیت پیدا ہوتی ہے اور تمام اعضاء کو احاطہ کر لیتی ہے اس حال میں جی چاہتا ہے کہ نماز کو طویل ادا کرے اور صبح کے حلقہ میں بھی اکثر یہ کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اے سعادت آثار! جو حلاوت و کیفیت کہ نماز کی ادائیگی کے دوران خاص کر فرض نماز میں پیش آتی ہے بہت اعلیٰ ہے اور اس (حلاوت و کیفیت) پر جو کہ نماز سے باہر پیش آتی ہے کئی درجہ فضیلت رکھتی ہے۔ نماز کو طول قنوت (طویل قیام) کے ساتھ ادا کریں اور رکوع و سجود کو بھی طویل کریں اور کبھی زمین پر (مصلّٰی وغیرہ) کسی چیز کے حائل ہوئے بغیر نماز ادا کریں اور پیشانی کو مٹی کے ساتھ لگا دیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ بندہ کی کوئی حالت اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے کہ وہ اسے سجدہ کرتے ہوئے دیکھے اور اس کا چہرہ خاک آلود ہو۔ اور کبھی صحرا کی طرف نکل جائیں اور جس جگہ کہ کوئی شخص نہ دیکھے خاک کے اوپر نماز کو طول اور خشوع و رغبت کے ساتھ پڑھیں اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ سجدہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے قدموں پر سجدہ کرتا ہے پس اس کی طلب و رغبت کرنی چاہئے۔ (مکتوبات معصومیہ دفتر دوم مکتوب 146 ص 267)

۞ ...... آپ نے لکھا تھا کہ اکثر اوقات نماز میں عجیب لذت حاصل (اور) خاص کیفیت محسوس ہوتی ہے۔ کیوں ایسا نہ ہو جب کہ نماز مومن کی معراج اور دنیا سے آخرت میں جانا ہے۔ جو حالت کہ معراج کی رات میں پیش آئی تھی اس کا نمونہ نماز میں ہے۔ قرب کا کمال یہاں (نماز میں) ہے اور حجابات کا دور ہونا اس مقام میں ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے یہ لذت یابی مُنتہیوں کی کیفیت ہے۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر دوم: مکتوب ۱۵۲، ص ۲۷۲)

⊙ ...... آپ نے لکھا ہے کہ اسی روز سے جو نماز کہ یہ فقیر ادا کرتا ہے (اس میں) حلاوت و محبت و خشوع و خضوع پیدا ہوتا ہے خاص طور پر فرض نماز میں اور کبھی کبھی ایسی حالت پیش آتی ہے کہ بیان میں نہیں آ سکتی۔ بہت عمدہ اور بلند حالت ہے۔ نماز کی حالت کو غیر نماز کی حالت پر فوقیت ہے۔ نماز مومن کی معراج ہے اور اس کی حالت معراج کی حالت کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب بندہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس کے اور اس کے پروردگار کے درمیان کے پردے اٹھا دیئے جاتے ہیں (الحدیث)

(مکتوبات معصومیہ دفتر دوم: مکتوب ۹۴، ص ۱۷۰)

⊙ ...... آپ نے لکھا تھا کہ جو لذت و حضور و جمعیت کہ فرض نماز میں ہے وہ فرض کے علاوہ میں نہیں ہے۔ خاص طور پر سجدوں میں کہ ان سے سر اٹھانا اچھا نہیں لگتا۔ بے شک نماز مومن کی معراج اور کمال قرب کا مقام ہے۔ رسول خدا ﷺ نے اپنی راحت کو نماز میں تلاش کیا ہے اور **قرۃ عینی فی الصلوٰۃ** (میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے) فرمایا ہے اور جو لذت کہ فرض نماز میں پیش آتی ہے غیر فرض پر کامل فضیلت رکھتی ہے۔ سجدہ کے بارے میں کیا لکھے سجدہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے دونوں قدموں پر سجدہ کرتا ہے پس اس کی طلب کرنا اور اس پر حریص ہونا چاہئے اور نیز آیا ہے کہ بندہ کی کوئی حالت اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے کہ وہ اسے سجدہ کرتے ہوئے دیکھے اور اس کا چہرہ خاک آلود ہو۔ اور نیز وارد ہوا ہے کہ بندہ سجدہ کی حالت میں اللہ کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ کبھی کبھی چاہئے کہ نماز مٹی پر کسی واسطہ (مصلیٰ وغیرہ) کے بغیر ادا کی جائے اور سجدہ کیا جائے اور نماز میں طویل

قیام، طویل رکوع اور طویل سجدوں پر راغب رہیں اور نوافل میں اگر چاہیں تو رکوع و سجود و قومہ کی ماثورہ دعائیں پڑھیں۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر دوم: مکتوب ۱۵۲، ص ۲۷۵)

◎ ...... جو خط آپ نے بھیجا تھا اس نے پہنچ کر خوش وقت کیا۔ آپ نے لکھا تھا کہ بعض اوقات فرض نماز کے اندر خصوصاً امامت کی حالت میں ایک کیفیت رونما ہوتی ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ شانہ کی عظمت کے خوف سے جسم پگھل جاتا ہے اور سجدے کے وقت میں جی نہیں چاہتا کہ سر سجدہ سے اٹھایا جائے۔ اس کے مطالعہ نے محظوظ و مسرور کیا۔ حق سبحانہ وتعالیٰ اس (نماز) کے کمالات سے اکمل حصہ عطا فرمائے اور اس کی حقیقت سے پردہ کھول دے۔ نماز مومن کی معراج ہے۔ حالت معراجیہ کا نمونہ نماز میں ظاہر ہوتا ہے۔ سجدہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے دونوں قدموں پر سجدہ کرتا ہے۔ پس سجدہ کرنا چاہئے اور خوب رغبت سے کرنا چاہئے۔ اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس کو اس (نماز) کے آداب و شرائط کے ادا کرنے کی توفیق دی گئی اور اس نے اس کے ارکان اور اس کے طویل سجدوں اور اس کے قیام اور اس کی صورتوں سے اس کے حقائق کی طرف عروج سے کچھ حصہ حاصل کیا۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر سوم: مکتوب ۱۹۶، ص ۲۷۶)

◎ ...... آپ نے نماز میں دلجمعی ذکر اور دوستوں کے حلقہ میں سرگرمی کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا بہت بڑی نعمت ہے۔ اس کا شکر بجا لائیں اور اس کی جمعیت کے زیادہ ہونے میں کوشش کریں۔ میرے مخدوم! جو لذت کہ نماز میں خاص طور پر فرض نماز میں پیش آتی ہے نسبت کے اصل ہونے کا پتہ دینے والی اور کام کے انجام پانے کی خبر دینے والی ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ جو نوافل فرائض کی تکمیل کی نیت سے

ادا کئے جاتے ہیں وہی لذت بخشتے ہیں اس کے بعد ہر چند چاہتا ہوں کہ یہ نیت نوافل میں حاصل نہیں ہوتی اور اگر تکلف کے ساتھ نیت کو حاضر کرتا ہوں تو بے لذتی کے ساتھ انجام پاتی ہے۔ آپ جان لیں کہ کام کا مدار فرائض پر ہے۔ اگر چہ نوافل میں وہ نیت میسر نہیں ہوئی کوئی فکر نہ کریں اور نسبت فرائض اور ان کی لذت کی تکمیل میں کوشش کریں۔ (مکتوبات معصومیہ دفتر سوم: مکتوب ۲۲۸، ص ۳۱۰)

⊙...... وہ حالت جو (آپ کو) نماز میں میسر ہوتی ہے اور اس کا حضور و لذت نسبت کے اصلی ہونے کی خبر دیتا ہے اور کام کے انجام کا پتہ دینے والا ہے۔ اس نعمت کا شکر بجالائیں اور اس کی کیفیت و کمیت (مقدار) کے زیادہ ہونے میں کوشش کریں اور نماز کو طویل قیام اور اس کے آداب و شرائط کے ساتھ بجالائیں اور اس نعمت عظمیٰ کے حاصل ہونے پر شکر گزار رہیں اور تمام مافات (فوت شدہ امور) کا عوض اس کو جانیں اور زمانہ کی تلخیوں (تکلیفوں اور سختیوں) کا علاج اس شیرینی کے ساتھ کریں۔

بر شکر غلطید اے صفراویاں

از برائے کوری سودائیاں

(اے صفراوی مزاج والو! تم سوادی مزاج والوں کے اندھے پن کے لئے یعنی ان کی طبیعت کے برخلاف شکر پر لوٹو یعنی خوب استعمال کرو)

و امر اهلک بالصلوٰة و اصطبر علیها لا نسئلک رزقا نحن نرزقک و العاقبة للتقوىٰ

(اپنے اہل و عیال کو (بھی) نماز کا حکم کرتے رہئے اور خود بھی اس کے پابند رہئے ہم آپ سے رزق نہیں مانگتے ہم ہی آپ کو رزق دیتے ہیں اور

عاقبت (اچھا انجام) پرہیزگاروں کے لئے ہے)

(مکتوبات معصومیہ دفتر دوم: مکتوب ۴۲، ص ۸۴)

مشاہدات و مکاشفات

◎ ...... آپ نے لکھا تھا کہ نماز کے خشوع میں بھی اکثر جمعیت رونما ہوتی ہے اکثر اوقات جب اپنے آپ میں مقید ہو جاتا ہوں تو آفتاب و ماہتاب کے شعلہ کی طرح نظر آتا ہے۔ فقیر اس کے ادراک سے عاجز ہے۔" آپ جان لیں کہ جو حالت نماز میں حاصل ہوتی ہے بہت عمدہ ہے اور یہ جو آپ خود کو آفتاب کا شعلہ پاتے ہیں ہو سکتا ہے بقا کے آثار ہوں اور یہ نور حیات کا ہو جو کہ موت پر مترتب ہوتی ہے۔ جیسا کہ آیۂ کریمہ او من کان میتا فاحیینہ و جعلنا لہ نورا (کیا ایسا نہیں ہے کہ جو شخص مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور اس کے لئے ہم نے نور بنا دیا) اس کی خبر دینے والی ہے۔ (مکتوبات معصومیہ دفتر سوم مکتوب ۲۶، ص ۴۷)

◎ ...... آپ نے لکھا تھا کہ بعض نمازوں میں ایسی حالت پیش آتی ہے کہ گویا فقیر حضرت صمدیت جل جلالہ سے (اس طرح) کلام کرتا ہے کہ کوئی حجاب و پردہ درمیان میں نہیں رہا ہے اور مست و بے خود ہو جاتا ہے کہ نماز کو بھول جاتا ہے اور نظر حیرت سے اپنے آپ کو اور اپنے غیر کو نور کے بغیر نہیں دیکھتا اسی اثنا میں خود پر قابو پا کر ہوش میں آتا ہے۔ اچانک رقت و عاجزی غالب آ جاتی ہے اور یہی حالت قرآن مجید کی تلاوت اور دوسری عبادات میں پیش آتی ہے۔ اے سعادت آثار! یہ کیفیت جو آپ کو پیش آتی ہے ایک اعلیٰ کیفیت اور مبارک حالت ہے۔ (ایسا) کیوں نہ ہو کہ نماز مومن کی معراج ہے جو کیف و ذوق کہ نماز سے پیدا ہوتا ہے وہ تمام اذواق و کیفیات سے ممتاز ہے اور چونکہ نماز میں قرآن مجید کی تلاوت بھی

شامل ہے اور حدیث شریف میں من اراد ان یحدث ربه فلیقرء القران (جو شخص یہ چاہے کہ اپنے رب سے کلام کرے تو اس کو چاہئے کہ قرآن مجید پڑھے) کے مطابق قرآن مجید کی تلاوت کرتا (گویا) اپنے پروردگار کے ساتھ بات کرتا ہے۔ خاص طور پر جو تلاوت کہ نماز میں واقع ہو وہ اور ہی درجہ رکھتی ہے اور بہتر ثمرہ لاتی ہے۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے قران فی صلوة خیر من قران فی غیر صلوة (الحدیث) (نماز میں قرآن کا پڑھنا نماز کے علاوہ قرآن پڑھنے سے بہتر ہے) پس اگر یہ حقیقت (جو آپ نے بیان کی ہے) نماز میں جلوہ گر ہو جس کی شان میں (حدیث شریف میں) آیا ہے اقرب ما یکون العبد من الرب فی الصلوة (نماز میں بندہ اپنے رب سے زیادہ قریب ہوتا ہے) اور تکلم کی کیفیت ظاہر ہو تو گنجائش ہے اور نیز اگر نماز میں حجاب کا رفع ہونا محسوس کرے تو مناسب ہے۔ اور حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ نماز میں وہ حجاب اٹھا لیا جاتا ہے جو بندہ اور پروردگار کے درمیان ہے۔ نماز ایک دلربا محبوب ہے جب نماز کے باطن پر اس کے جمال با کمال کا پرتو پڑتا ہے اور اس کے حسن و خوبی کا ظہور ہوتا ہے تو قریب ہے کہ اس (نمازی) کو مست و بے خود کر دے اور اس کو از خود رفتہ بنا دے اور جب اس کے انوار سے متصف اور اس کے زیور سے آراستہ ہو جاتا ہے تو اپنے آپ کو نور پاتا ہے اور جامعیت انسان کے حکم کے مطابق اپنے غیر کو بھی نور دیکھتا ہے اور اپنے وصف کے ساتھ موصوف جانتا ہے۔ گویا تمام اشیاء میں عارف جلوہ گر ہے۔ جیسا کہ ابتداء میں اپنے آپ کو اور تمام اشیاء کو ذاکر پاتا ہے۔ وہاں (ان اشیاء میں) بھی ذاکر وہ (عارف) ہے کہ وہ (اپنے آپ کو) اشیاء میں مشاہدہ کرتا ہے۔

کہتے ہیں کہ امام اجل حضرت امام جعفر صادقؓ ایک مرتبہ نماز میں تھے کہ بے ہوش ہو

کر گر پڑے اور جب ہوش میں آئے تو ان سے دریافت کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں قرآن مجید کی ایک آیت کو بار بار پڑھ رہا تھا۔ یہاں تک کہ میں نے اس آیت کو اس کے متکلم (اللہ تعالیٰ) سے سنا۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر سوم: مکتوب ۹۳، ص ۱۶۰۔۱۶۱)

۞...... آپ نے لکھا تھا کہ اکثر اوقات فرض و نفل نماز میں قسم قسم کے انوار اور طرح طرح کے فیوض اس حد تک ظاہر ہوتے ہیں کہ (یہ عاجز نماز کے ارکان میں سے) جس رکن میں پہنچتا ہے اسی میں محو ہو جاتا ہے اور تمام صفات و حرکات و سکنات کو نماز وغیرہ میں دیکھنے والا (راقم) اپنی طرف منسوب نہیں پاتا اور لفظ انا کسی وقت خیال میں نہیں آتا۔'' میرے مخدوم! یہ تمام احوال سنجیدہ اور کیفیات پسندیدہ ہیں اللہ تعالیٰ ترقیات کے دروازوں کو ہمیشہ کھلا رکھے اور یہ جو آپ نے اس کے بعد لکھا ہے کہ بعض واردات جو پیش آتی ہیں تقریر و تحریر میں نہیں سماتیں'' شاید کہ یہ واردات مرتبہ مقدسہ غیب ذات سے پیدا ہوئی ہیں کہ اس مرتبہ سے حصہ جہل و عدم تمیز ہے کیونکہ جس جگہ علم و تمیز کی گفتگو ہے وہ صفات شیون و اعتبارات سے پیدا ہوتی ہے اور جب معاملہ غیب الغیب سے پڑتا ہے اور اصول و شیون کی تمیز نہیں رہتی تو جہل و حیرت بڑھ جاتی ہے۔ من عرف اللہ کل لسانہ (جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا اس کی زبان گونگی ہو گئی) (یہ مقولہ) اس مقام کے حال کی خبر دیتا ہے۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر سوم: مکتوب ۵۴، ص ۱۰۴)

۞...... یہ جو حال آپ نے دیکھا تھا کہ نماز کا وقت آ گیا اور آپ تنہا ہیں آپ چاہتے ہیں کہ نماز ادا کریں۔ اول آپ نے ارادہ کیا کہ امامت کی نیت کر لیں پھر خیال آیا کہ مقتدی نہیں ہیں تو امامت کی کیا ضرورت ہے۔ اسی اثنا میں غیبی الہام

سنائی دیا کہ ملائکہ کا ایک گروہ جماعت میں داخل ہو جائے چنانچہ فرشتے آنے لگے۔ سب نے سفید لباس میں میرے ساتھ کھڑے ہو کر نماز ادا کی۔ جب سلام (پھیرنے) کا وقت آیا سب نے میرے ساتھ سلام پھیرا۔ میں نے دائیں طرف نظر کی تقریباً چار سو اور پانچ سو آدمی نظر آئے اور بائیں طرف بھی اسی کی مانند (نظر آئے) اس کے بعد جب میں نے پھر نظر کی تو گویا کوئی شخص نہیں تھا۔

''میرے مخدوم! چونکہ آپ امام کے سلام کے بعد پہنچے جیسا کہ آپ نے لکھا تھا اور یہ آپ کی آزردگی کا باعث ہوا (اس لئے) آپ کی تسلی کے لئے یہ کرامت آپ کے لئے ظاہر کی گئی اللہ جل شانہ کا شکر بجا لائیں کہ آپ کو اس کرامت اور اس الہام اور اس وید کے ساتھ ممتاز کیا گیا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس شخص نے زمین کی فضا میں اذان دی اور اقامت کہی اور اکیلے نماز پڑھی تو فرشتے اس کے پیچھے صفیں بنا کر نماز پڑھتے ہیں اور نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب کوئی شخص کسی جگہ (تنہا) ہو اور وہ نماز کے لئے (تکبیر) اقامت کہے تو اس کے پیچھے دو فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور اگر وہ اذان دے اور اقامت کہے تو اس کے پیچھے اس قدر فرشتے نماز پڑھتے ہیں کہ ان کے دونوں طرف کے سرے نظر نہیں آتے وہ اس کے رکوع کے ساتھ رکوع کرتے ہیں اور اس کے سجدہ کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں اور اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ (مکتوبات معصومیہ دفتر سوم: مکتوب ۶۱، ص ۱۳۱)

⊙ ...... آپ نے لکھا ہوا تھا کہ حقیقت صلوٰۃ اس طرح منکشف ہوئی کہ نور کا ایک درخت ہے اور اس درخت کی شاخ قبلہ کے سامنے واقع ہے اور فقیر اس درخت کو اپنے دائیں بائیں جانب دیکھتا ہے۔ شاید کہ اس حقیقت کی مناسبت درخت کے ساتھ یہ ہے کہ درخت وسعت و تفصیل کی خبر دیتا ہے۔ کیونکہ درخت بیج کی تفصیل

ہے اور نماز بھی حضرت ذات تعالیٰ وتقدس کی وسعت بیچون کا مرتبہ ہے اور چونکہ اس (نمازی) کی توجہ کعبہ مقصود کی طرف ہے جو کہ مرتبہ معبودیت صرف ہے (اس لئے) اس درخت کی توجہ قبلہ کی سمت میں متمثل ہوئی اور یہ جو آپ درخت کو دائیں جانب دیکھتے ہیں اس بات کی خبر دیتا ہے کہ آپ کے لئے اس درخت کی طرف سیدھا راستہ ہے۔ امید ہے کہ مطلب تک پہنچا دے گا اور اس حقیقت سے کچھ حصہ حاصل ہو جائے گا۔

ما تماشا کنان و کوتہ دست
تو درخت بلند و بالائی

[ہم (صرف) سیر کرنے والے اور کوتاہ دست ہیں (اور) تو بلند و بالا درخت ہے]

آپ نے لکھا تھا کہ ایک روز کسی نماز میں اپنے آپ کو آسمان کے اوپر دیکھا اور ایک نور دیکھا کہ نماز کے الفاظ اس نور میں متصور ہوتے تھے اور نماز کی ادائیگی کے دوران رکوع و سجود میں ایک ایسا حظ و لطف ہوتا تھا جو تقریر و تحریر سے باہر ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو کہ نماز مومن کی معراج ہے اور نہایت قرب کا مقام اور دوری حجاب کا وقت ہے۔ (مکتوبات معصومیہ دفتر سوم مکتوب ۱۳۱، ص ۲۰۹۔۲۱۰)

⊙ ...... اور یہ جو آپ نے دوسرے حال میں دیکھا ہے کہ حضرت عالی (مجدد الف ثانی) قدس سرہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جانب سے آپ کو حقیقت صلوٰۃ کا خلعت عطا ہوا ہے پھر اس فقیر نے وہ خلعت آپ کو پہنایا ہے۔ اس کی تعبیر وہی ہے کہ آخری توجہ میں اس حقیر نے آپ کو اس نسبت عالیہ کے حصول کی بشارت دی تھی۔ اور آپ نے اس کا کچھ حصہ محسوس کیا تھا۔ اور یہ جو آپ نماز کی صف میں قعدہ میں شامل ہوئے ہیں

اور کہہ رہے ہیں کہ یہ انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات والبرکات کی صف ہے، عمدہ و مبارک ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ ان کی برکات سے اس عجیب مقام سے بہرہ ور فرمائے اور ان (حضرات انبیاء علیہم السلام) کی نماز کی خوشبوؤں سے کچھ حصہ ہم جیسے پسماندگان کے دماغ میں پہنچائے خواہ نماز کے آخری جزو ہی سے حصہ مل جائے اور ان کے قعدہ ہی سے کچھ نصیب ہو جائے۔ و رضوان من الله اکبر (اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی بڑی چیز ہے) اور یہ جو وہ (انبیاء علیہم السلام) فرماتے ہیں کہ آپ کو حقیقۃ الحقائق سے حصہ ہے ایک عجیب بشارت ہے آپ امیدوار ہیں۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر سوم: مکتوب ۱۴۴، ص ۲۲۸)

⊙ ...... یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ اس کے بعد ایک کیفیت ظاہر ہوئی (جو کہ) اپنی ماہیت کو خشوع والی نماز کے ارکان کی ماہیت پایا اور مذکورہ ارکان اور خشوع کو اپنی ماہیت کے ارکان محسوس کیا یہ دید اور یہ یافت بہت ہی غالب ہے۔ اس کے مطالعہ نے بہت ہی مسرور کیا امید ہے کہ یہ فنا و بقا جو کہ نماز کے ارکان کے ساتھ حاصل ہوئی ہے اس کی حقیقت تک وصول کا وسیلہ ہو جائے اور صورت کے ساتھ متصف ہونا حقیقت کی ہم آغوشی تک پہنچا دے۔ نماز ایک دلربا معشوق ہے (جو) عالم غیب الغیب میں ایک ایسی حقیقت رکھتی ہے جو کہ تمام حقائق سے اوپر ہے۔ حدیث شریف (قدسی) **قف یا محمد علیه الصلوٰة و السلام فان الله یصلی** (اے محمد ﷺ! ٹھہر جایئے پس بے شک اللہ تعالیٰ نماز میں ہے) اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر سوم: مکتوب ۲۲۳، ص ۳۰۵)

پہلے خط میں لکھا ہوا تھا کہ ''ظہر کی نماز میں چند مرتبہ'' ایک چیز جو کہ قفسی کی مانند ہوگی اس جانب سے اپنے باطن میں پاتا تھا۔ فرض نماز میں خاص طور پر امامت کی حالت

میں ایک ایسی لذت وفنا پیش آتی ہے کہ کیا عرض کرے۔ اے سعادت آثار! الٰہی کا ظاہر ہونا کمال رضا مندی کی خبر دینے والا ہے۔ خاص طور پر وہ جو کہ نماز میں پیش آتی ہے کہ وہ اصل سے تعلق رکھتی ہے۔ اور سب سے بڑا حجاب انسان کا نفس ہے۔ اور یہ جو آپ خود کو عورتوں اور بے ریش لڑکوں کے لباس سے مزین پاتے ہیں۔ یہ دید ایمان و اعمال صالحہ کی زینت ہے اور قبولیت کے آثار اور محبت کی نشانی رکھتی ہے۔ (مکتوبات معصومیہ: مکتوب ۱۳۱، ص ۱۶۷)